الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 18 | جمعۃ المبارک 16 ستمبر 2011ء — 16 شوال 1432 ہجری قمری ❁ 16 تبوک 1390 ہجری شمسی | شمارہ 37

حاملینِ قرآن اُشراف اُمّت ہیں

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔
میری اُمّت کے معزز ترین لوگ حاملین قرآن اور رات کو عبادت کرنے والے ہیں۔

(شعب الایمان التاسع عشرباب فی تعظیم القرآن، فصل فی تنویر موضع القرآن)

افضال وبرکات خداوندی کا حسین تذکرہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے 200 ممالک میں جماعت احمدیہ کا پودا لگ چکا ہے

1984ء کے آرڈیننس کے بعد سے 27 سالوں میں جبکہ احمدیوں سے ظالمانہ اور بہیمانہ سلوک روا رکھا گیا اللہ تعالیٰ نے 109 ممالک جماعت احمدیہ کو عطا فرمائے ہیں۔

اس سال دو نئے ممالک چلّی (Chilie) اور بارباڈوس (Barbados) میں احمدیت کا نفوذ ہوا۔اس سال دنیا بھر میں پاکستان کے علاوہ نئی قائم ہونے والی جماعتوں کی تعداد 839 ہے۔اس کے علاوہ مختلف ملکوں، شہروں میں 1118 نئے مقامات پر پہلی بار احمدیت کا پودا لگا ہے۔

دوران سال جماعت کو اللہ تعالیٰ کے حضور 419 مساجد پیش کرنے کی توفیق ملی ہے جس میں سے 121 نئی مساجد تعمیر ہوئیں اور 298 مساجد بنی بنائی عطا ہوئی ہیں۔

مختلف ممالک میں جماعت کی پہلی مساجد کی تعمیر کا تذکرہ اور مساجد کی تعمیر کے تعلق میں ایمان افروز واقعات کا بیان

دوران سال 121 تبلیغی مراکز کا اضافہ ہوا۔102 ممالک میں تبلیغی مراکز، مشن ہاؤسز کی تعداد 2325 ہو چکی ہے۔

دوران سال 549 مختلف کتب، پمفلٹ اور فولڈرز وغیرہ 38 زبانوں میں طبع ہوئے جن کی تعداد 76 لاکھ 78 ہزار 844 ہے۔

لیف لیٹس اور فلائرز کی تقسیم کے منصوبہ میں اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی برکت ڈالی ہے۔

2059 نمائشوں کے ذریعہ 30 لاکھ 41 ہزار 889 افراد تک اسلام کا پیغام پہنچا۔اور 5096 بک سٹالز اور 91 بک فیئرز میں شمولیت کے ذریعہ 21 لاکھ 54 ہزار سے زائد افراد تک پیغام پہنچا۔

احمدیہ پرنٹنگ پریس، بنگلہ ڈیسک، چینی ڈیسک، ٹرکش ڈیسک، رشین ڈیسک، فرنچ ڈیسک، انڈیا ڈیسک، عربک ڈیسک، ایم ٹی اے انٹرنیشنل، احمدیہ ویب سائٹ، تحریک وقف نو، مخزن تصاویر، پریس اینڈ پبلیکیشن، مجلس نصرت جہاں، احمدیہ انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف آرکیٹکٹ اینڈ انجینئرز، ہیومینٹی فرسٹ وغیرہ مختلف شعبہ جات کی کارکردگی کی مختصر رپورٹ کا تذکرہ۔

ایم ٹی اے 3 العربیہ، ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے نیک اثرات اور بیعتوں کے نہایت دلچسپ واقعات کا تذکرہ۔مختلف عنوانات پر علماء سلسلہ کی تقاریر

(جماعت احمدیہ برطانیہ کے جلسہ سالانہ کے موقع پر 23 جولائی 2011ء بروز ہفتہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایداللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دوران سال جماعت پر نازل ہونے والے اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں اور احسانوں کا مختصر اور نہایت روح پرور تذکرہ)

(رپورٹ: نسیم احمد باجوہ۔ ناظم رپورٹنگ جلسہ سالانہ یو۔کے)

جلسہ سالانہ کے دوسرے روز کی مزید کارروائی کی مختصر رپورٹ:

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تشریف آوری

سوا چار بجے حضور انور مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔حاضرین نے فلک شگاف اسلامی نعروں کے ساتھ اپنے امام کا پُرجوش استقبال کیا۔حضور انور کی اجازت سے مکرم امیر صاحب نے کچھ مزید معزز مہمانوں کو دعوت خطاب دی جس کی کسی قدر تفصیل درج ذیل ہے۔

Mr.Samuel Stevquoah چیف آف سٹاف برائے صدر مملکت لائبیریا۔

بعد سلام ومبارکباد انہوں نے بتایا کہ جماعت احمدیہ لائبیریا میں 1950ء سے ملک اور اسلام کی خدمات میں سرگرم ہے۔اور اسے کافی نیک نامی حاصل ہے۔اور ملک کے 5 میں سے 4 ریجنز میں قائم ہے۔کئی سکول اور طبی مراکز وہاں قائم ہیں۔Humanity First کے تحت آبادی کو صاف پانی پہنچایا جا رہا ہے۔انہوں نے بتایا کہ آپ کے اعمال آپ کے بانی کی تعلیم کے عین مطابق ہیں۔قانون کی پاسداری اور امن پسندی اس جماعت کا شیوہ ہے۔جماعت احمدیہ مسلمانوں کے تمام فرقوں سے سبقت لے جانے والی ہے۔احمدیہ جماعت ہر قسم کی شدت پسندی کے خلاف ہے۔آخر پر انہوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں اپنے ملک میں آئندہ ہونے والے انتخابات میں کامیابی کیلئے دعا کی درخواست کی۔اور ایک تحفہ بھی پیش کیا جسے حضور انور نے شکریہ کے ساتھ از راہ شفقت قبول کیا۔

Rt.Hon.Mathew Offord ممبر آف پارلیمنٹ برائے Hendon۔

انہوں نے بتایا کہ جلسہ میں شمولیت کے باعث وہ بہت خوشی محسوس کر رہے ہیں۔اور بتایا کہ یہ جماعت دنیا کی

بھلائی کیلئے ایک زبردست طاقت ہے۔اورانہوں نے جماعت سے درخواست کی کہ وہ اپنا کام جاری رکھے۔

لارڈ محمد الطاف شیخ آف Cornhill۔

بعد تسمیہ وسلام انہوں نے بتایا کہ انہیں جماعت کے موٹو "Love for All Hatred for None" سے بکلی اتفاق ہے۔پھر انہوں نے سورۃ الحجرات کی آیت 14 پڑھ کر سنائی جس میں عالمی مساوات کا ذکر ہے۔انہوں نے بتایا کہ اوائل اسلام میں جس طرح مسلمانوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی، اسی طرح اب یو کے ہجرت کرتے ہیں۔اور یہ دونوں عیسائی اقوام ہیں۔قرآن کریم دوسرے مذاہب کی عزت کرنے کے بارہ میں تعلیم دیتا ہے۔حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کا ذکر قرآن پاک میں آنحضرتؐ سے بھی زیادہ آیا ہے۔

Mr. Johan Persson لارڈ میئر آف کالمر Sweden(Kalmer)۔

انہوں نے اپنے خطاب میں بتایا کہ یہ تقریب بہت خوش کن ہے۔پھر انہوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دعوت پیش کی کہ وہ بھی سابق خلیفہ کی طرح Kalmar ضرور تشریف لائیں۔آخر پر انہوں نے بتایا کہ بانی جماعت حضرت مرزا غلام احمدؑ کی تعلیم نہ صرف سویڈن کیلئے بلکہ ساری دنیا کیلئے مفید ہے۔

دوسرے روز کے آخری اجلاس کا باقاعدہ آغاز

معزز مہمانوں کی تقاریر کے بعد باقاعدہ اجلاس کا آغاز ہوا۔مکرم فیروز عالم صاحب مبلغ سلسلہ نے سورۃ الجمعہ کی آیات 1 تا 5 کی تلاوت کی اور اُردو ترجمہ پیش کیا۔اس کے بعد مکرم رانا محمود الحسن صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام خوش الحانی کے ساتھ پیش کیا جس کا پہلا شعر یہ تھا

’پاک و برتر ہے وہ جھوٹوں کا نہیں ہوتا نصیر　　　ورنہ اٹھ جائے اماں پھر سچے ہوویں شرمسار‘

خطاب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اس کے بعد اپنے خطاب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان افضال و برکات کی بارشوں کا حسین تذکرہ کیا جو خدا تعالیٰ نے دورانِ سال جماعت احمدیہ پر برسائیں۔

اس خطاب میں حضور انور نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے 200 ممالک میں جماعت احمدیہ کا پودا لگ چکا ہے۔حضور نے یہ بھی بتایا کہ 1984ء کے آرڈیننس کے بعد سے 27 سالوں میں جبکہ احمدیوں سے ظالمانہ اور بہیمانہ سلوک روا رکھا گیا اللہ تعالیٰ نے 109 ممالک جماعت احمدیہ کو عطا فرمائے ہیں۔اسی طرح اس سال دو نئے ممالک چلّی (Chilie) اور بارباڈوس (Barbados) میں احمدیت کا نفوذ ہوا۔اوراس سال دنیا بھر میں پاکستان کے علاوہ نئی قائم ہونے والی جماعتوں کی تعداد 839 ہے۔اس کے علاوہ مختلف ملکوں، شہروں میں 1118 نئے مقامات پر پہلی بار احمدیت کا پودا لگا ہے۔جماعتوں کے قیام کے ایمان افروز واقعات بیان فرمائے۔

حضور انور نے مختلف ممالک میں جماعت کی پہلی مساجد کی تعمیر کا تذکرہ فرمایا اور مساجد کی تعمیر کے تعلق میں ایمان افروز واقعات بیان فرمائے۔

حضور انور نے یہ بھی فرمایا کہ دوران سال دنیا میں 121 تبلیغی مراکز کا اضافہ ہوا۔اس طرح 102 ممالک میں تبلیغی مراکز، مشن ہاؤسز کی تعداد 2325 ہو چکی ہے۔

حضور انور نے اشاعت کتب کے سلسلہ میں فرمایا کہ دوران سال 549 مختلف کتب، پمفلٹ اور فولڈرز وغیرہ 38 زبانوں میں طبع ہوئے جن کی تعداد 76 لاکھ 78 ہزار 844 ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ لیف لیٹس اور فلائرز کی تقسیم کے منصوبہ میں اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی برکت ڈالی ہے۔

نمائشوں اور بکسٹالز کے سلسلہ میں فرمایا کہ 2059 نمائشوں کے ذریعہ 30 لاکھ 41 ہزار 889 افراد تک اسلام کا پیغام پہنچا۔اور 5096 بک سٹالز اور 91 بک فیئرز میں شمولیت کے ذریعہ 21 لاکھ 54 ہزار سے زائد افراد تک پیغام پہنچا۔

حضور انور نے احمدیہ پرنٹنگ پریس، بنگلہ ڈیسک، چینی ڈیسک، ٹرکش ڈیسک، رشین ڈیسک، فرنچ ڈیسک، انڈیا ڈیسک، عربک ڈیسک، ایم ٹی اے انٹرنیشنل، احمدیہ ویب سائٹ، تحریک وقف نَو، مخزن تصاویر، پریس اینڈ پبلیکیشن، مجلس نصرت جہاں، احمدیہ انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف آرکیٹکٹ اینڈ انجینئرز، ہیومینٹی فرسٹ وغیرہ مختلف شعبہ جات کی کارکردگی کی مختصر رپورٹ کا تذکرہ فرمایا۔

اسی طرح حضور انور نے ایم ٹی اے 3 العربیہ، ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے نیک اثرات اور بیعتوں کے نہایت دلچسپ اور ایمان افروز واقعات کا تذکرہ فرمایا۔

حضور انور کا یہ خطاب پونے سات بجے تک جاری رہا۔اس کے بعد حضور انور واپس تشریف لے گئے۔

تیسرے روز (24/جولائی 2011ء) کے صبح کے اجلاس کی کارروائی

مؤرخہ 24/جولائی بروز اتوار جلسہ کا تیسرا روز تھا۔صبح ٹھیک دس بجے کارروائی کا آغاز مکرم ڈاکٹر مشہود احمد صاحب، امیر جماعت احمدیہ نائجیریا کی زیرِ صدارت ہوا۔تلاوتِ قرآن کریم اوراس کا اردو ترجمہ مکرم حافظ مشہود احمد صاحب، استاد جامعہ احمدیہ یو کے نے پیش کیا۔آپ نے سورۃ النور کی آیات 51 تا 55 کی تلاوت کی۔مکرم ندیم زاہد صاحب آف لندن نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا بابرکت منظوم کلام ؎

’کہاں تک حرصِ شوقِ مالِ فانی　　　اٹھو ڈھونڈو متاعِ آسمانی‘

خوش الحانی کے ساتھ پڑھ کر سنایا۔

علماء سلسلہ کی تقاریر

اس کے بعد علماء سلسلہ کی تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔

پہلی تقریر مکرم حافظ احمد جبریل احمد سعید، نائب امیر و مبلغ سلسلہ غانا کی تھی جس کا عنوان تھا ”خلافت۔جماعت احمدیہ کا امتیازی نشان“۔ یہ تقریر انگریزی زبان میں کی گئی۔

اپنی تقریر کے شروع میں مکرم حافظ جبریل صاحب نے آیت استخلاف کے حوالہ سے کہا کہ اس آیت میں ایک الٰہی وعدہ کا ذکر ملتا ہے جو ایمان اور عملِ صالح سے مشروط ہے۔

اپنی تقریر کے شروع میں انہوں نے ایک ذاتی واقعہ نفس مضمون کے متعلق بیان کیا کہ ایک دفعہ جبکہ وہ ٹرین پر سفر کر رہے تھے تو ایک انگریز افسر نے اس بات کو معلوم کر کے کہ وہ احمدی ہیں، کہا کہ ’کیا آپ اس امن پسند روحانی وجود کے پیرو ہیں جو لندن میں سکونت رکھتے ہیں؟‘۔مثبت جواب سننے پر وہ انگریز بہت خوش ہوا اور کہا کہ مَیں نے انہیں دیکھا ہے اور اس بات کا اظہار کیا کہ ایسے لوگ دنیا میں مزید ہونے چاہئیں۔

جماعت احمدیہ کا یہ امتیاز ہے کہ امت مسلمہ میں سے یہ ایک واحد جماعت ہے جسے خلافت نصیب ہے، نیز کہ وہ ان شرائط کو پورا کر رہی ہے جن کا ذکر قرآن مجید میں اس نعمت کے دوام کیلئے موجود ہے۔

مکرم حافظ صاحب نے بتایا کہ اسلام پر بڑی آفتوں میں سے ایک عظیم ابتلا حضرت عثمانؓ کی شہادت ہے۔حضرت عثمانؓ نے اپنے قاتلین سے فرمایا تھا کہ اگر آج تم نے مجھے شہید کر دیا تو آئندہ مسلمان کبھی ایک امام کے ماتحت اکٹھے نہیں ہو سکیں گے۔ (الطبقات الکبریٰ)۔یہ پیشگوئی مسلمانوں میں ابھی تک برابر پوری ہو رہی ہے۔گو حضرت علیؓ خلیفہ برحق تھے، مگر مسلمان ان کے ماتحت بھی جمع نہ ہو سکے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقعہ پر فرمایا کہ مسلمانوں پر نبوت، خلافت اور بادشاہتوں کا دور آوے گا۔اور بالآخر پھر ایک زمانہ آوے گا جس میں خلافت علیٰ منہاج النبوت قائم ہوگی۔یہ عظیم پیشگوئی حیرت انگیز طور پر پوری ہوئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس خلافت علیٰ منہاج النبوت کا ذکر رسالہ الوصیت میں فرمایا، اوراس کا نام قدرتِ ثانیہ رکھا۔جماعت احمدیہ کا ایک یہ بھی امتیازی نشان ہے کہ آنحضرتؐ کی مذکورہ بالا پیشگوئی اس کے بارہ میں پوری ہوئی۔

مکرم حافظ جبریل صاحب نے بتایا کہ گو آج مسلمان اس بات کے معترف ہیں کہ خلافت کی ضرورت ہے، اوراس کے قیام میں بھی کوشاں ہیں، مگر وہ اس سعی میں کوئی کامیابی حاصل نہیں کر سکے۔اور ایسا ہونا بھی ناممکن ہے کیونکہ خلافت کسی دنیاوی کوشش سے قائم نہیں ہو سکتی بلکہ اللہ تعالیٰ ہی اسے قائم کر سکتا ہے۔خلافت کی بنیاد نبوت پر ہے نہ کسی مجلس یا کسی resolution پر۔خلافت کے ذریعہ ہی امت کو وحدت نصیب ہوتی ہے، اور جماعت احمدیہ میں یہ نعمت سو سال سے زائد عرصہ سے مشاہدہ میں آ رہی ہے۔

جماعت احمدیہ کی ایک یہ بھی خصوصیت ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو الہام میں خلیفۃ اللہ کہا گیا ہے۔نیز آپؑ وہی خلیفہ ہیں جس کی بیعت کرنے کی تاکید حدیث میں موجود ہے۔کہ خواہ برفانی پہاڑوں اور تپتے صحراؤں سے گذرنا پڑے، اس کی بیعت کرنا ہر مسلمان پر لازمی ہوگا۔آجکل احمدی احباب اس ارشاد کی تعمیل میں یہ سفر طے کر رہے ہیں۔اور احمدی خلافت کیلئے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرنے کو تیار ہیں۔اور خلافت کے زیر سایہ احمدی احباب ایک عالمی اخوت کے دھاگہ میں پروئے گئے ہیں اور یہ باہمی محبت خلافت کے ہی طفیل ہے۔

مکرم حافظ صاحب نے بتایا کہ آیت استخلاف سے مترشح ہوتا ہے کہ خلافت عالمگیر حیثیت کا روحانی نظام ہے۔نیز کہ وہ جماعت جو اس خلیفہ کے ساتھ ہوگی مسلسل خطرات کا سامنا کرے گی (جو کہ لفظ بعد خَوْفِهِمْ اَمْنًا سے ظاہر ہے)۔چنانچہ یہ دو علامات بھی جماعت احمدیہ پر چسپاں ہو رہی ہیں۔ہر رنگ و نسل کے لوگ دنیا بھر میں اس کے معتقد ہیں۔اور یہ جماعت بڑے بڑے مشکل حالات میں سے فاتحانہ انداز سے گزری ہے۔سن 1934ء، 1953ء، 1974ء اور 1984ء میں واقع ہونے والے عظیم انقلابات اس کے گواہ ہیں۔

اس کے بعد مکرم حافظ صاحب نے ایک ذاتی مشاہدہ بیان کیا۔سن 1974ء کے دوران جب جماعت کے خلاف پاکستان میں ابال آیا، تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کا روئے مبارک ہشاش بشاش رہا۔اور آپ نے جماعت کو نصیحت کی کہ ’ہمیشہ مسکراتے رہو‘۔یہ خوف کے بعد امن کی حالت میں تبدیلی کی ایک تجلی ہے جس کا ذکر آیت استخلاف میں موجود ہے۔

حافظ صاحب نے بتایا کہ گو دنیا کے دیگر نظاموں میں بھی اطاعت کے مظاہرے ہوتے ہیں، جیسا کہ فوج میں، مگر یہ اطاعت mechanical ہوتی ہے۔اس کے مقابل پر احمدی خلافت کی دل سے اطاعت کرتے ہیں۔

مکرم حافظ صاحب کی تقریر کے بعد صدر اجلاس نے فرمایا: ہمیں ہمیشہ اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے ہمیں خلافت عطا کی۔

اس اجلاس کی دوسری تقریر شیخ مظفر احمد صاحب، صدر مجلس وقف جدید پاکستان کی تھی جس کا موضوع تھا ’حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظر میں حقیقی احمدی‘۔

اپنی تقریر کے شروع میں شیخ مظفر احمد صاحب نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ طریق ہے کہ جس زمانہ میں روحانیت کا زوال ہوتا ہے، اس وقت وہ ایک روحانی انقلاب برپا کرتا ہے اور انسان کو خدا سے ملانے کیلئے ایک رسول مبعوث کرتا ہے۔قرآن کریم کی آیت ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ میں یہی مضمون بیان ہوا ہے۔حضرت مسیح موعودؑ بھی ایسے ہی اندھیرے زمانہ میں بھیجے گئے تھے۔اور آپؑ نے بھی دنیا کی اصلاح کی خاطر جہدِ بلیغ کی۔

حضرت مسیح موعودؑ اپنی جماعت کو صحابہ کی مانند دیکھنا چاہتے تھے۔اسی ضمن میں حضورؑ کا ایک شعر ملتا ہے:

مبارک وہ جواب ایمان لایا　　　صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

صحابہ کی مانند بننے کا جو نسخہ حضورؑ نے بیان فرمایا وہ تقویٰ ہے۔آپؑ نے فرمایا:

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے　　　اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’سو تم ایسا نہ کرو کہ اپنے پر دو لعنتیں جمع کر لو ایک خلقت کی اور دوسری خدا کی بھی۔یقیناً یاد رکھو کہ لوگوں کی لعنت اگر خدائے تعالیٰ کی لعنت کے ساتھ نہ ہو کچھ بھی چیز نہیں اگر خدا ہمیں نابود نہ کرنا چاہے تو ہم کسی سے نابود نہیں ہو سکتے۔لیکن اگر وہی ہمارا دشمن ہو جائے تو کوئی ہمیں پناہ نہیں دے سکتا۔ہم کیوں کر خدائے تعالیٰ کو راضی کریں اور کیونکر وہ ہمارے ساتھ ہو۔اِس کا اُس نے مجھے بار بار یہی جواب دیا کہ تقویٰ سے۔سو اے میرے پیارے بھائیو کوشش کرو تا متقی بن جاؤ۔بغیر عمل کے سب باتیں ہیچ ہیں اور بغیر اخلاص کے کوئی عمل مقبول نہیں‘۔..........تقویٰ ایک ایسا درخت ہے جو دل میں لگانا چاہئے۔

تقویٰ حاصل کرنے کیلئے عبادات کا قیام ضروری ہے۔اور نماز بھی اس طرح ادا نہیں کرنی چاہئے کہ گویا وہ ایک رسم ہے۔اس ضمن میں یہ بھی فرمایا کہ جس طرح نماز سے پہلے ایک ظاہری وضو ہوتا ہے، اسی طرح ایک باطنی وضو بھی ہوتا ہے۔

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر161

مصر کے اسیرانِ راہِ مولیٰ

(1)

مذہب کے نام پر خون کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی کہ خود تاریخ ادیان۔ ازل سے رَبُّنَا اللّٰہ کہنے والے صبر واستقامت کے ساتھ مخالفین کے ہر ستم وتعذیب کو خدا کی راہ میں ہنس کر سہتے آئے ہیں کیونکہ انہیں یقین ہوتا ہے کہ وہ حق پر ہیں اور غلبہ اور کامیابی انہی کا ہی مقدر ہے اور تاریخ گواہ ہے کہ ہر بار یہی لوگ کامیاب وسرفراز ہوتے آئے ہیں۔

جماعت احمدیہ کا یہ طرّہ امتیاز رہا ہے کہ اپنی ابتدا سے لے کر آج تک راہِ مولیٰ میں ہر قسم کی قربانیاں پیش کرنے کی توفیق پا رہی ہے۔ ان قربانیوں میں ہر قوم اور ہر علاقہ کے احمدی شامل ہیں۔ لیکن چونکہ ہمارے مضمون کا تعلق عربوں سے ہے اس لئے ہماری بات کا محور دورِ حاضر میں امام الزمان کی بیعت کرنے کی وجہ سے قید وبند کی صعوبتیں برداشت کرنے والے عرب احمدی ہیں۔ کئی اسلامی ممالک کی طرح عرب ممالک میں بھی احمدیوں کو مختلف قسم کی پابندیوں کا سامنا ہے۔ اس کے محرکات کبھی سیاسی ہوتے ہیں تو کبھی دینی، جن کی بنا پر احمدیوں کو عدالتوں میں بلا بلا کر پریشان کرنے اور کبھی حبسِ بے جا میں رکھنے کے اکا دکا واقعات تو ہوتے رہتے ہیں لیکن مارچ 2011ء کو مصر میں ایک منظم کارروائی کے ذریعہ متعدد افراد جماعت کو گرفتار کر لیا گیا اور ان بے گناہوں پر احمدیت قبول کرنے اور جماعت کے ساتھ تعلق رکھنے کے جرم میں مقدمہ چلایا گیا اور تقریباً تین ماہ تک جیل کی سلاخوں کے پیچھے رکھا گیا۔ آیئے اس کیس کی تفاصیل سے آگاہی حاصل کرتے ہیں۔

گرفتاریوں کی تفصیل

15/مارچ 2010ء کی صبح صادق کے وقت کذب پر مبنی بعض الزامات کی آڑ میں معصوم احمدیوں کی گرفتاری کی کارروائی عمل میں لائی گئی۔ یہ گرفتاریاں تین مختلف گروپس میں ہوئیں۔ پہلے گروپ میں مندرجہ ذیل احمدی شامل تھے:

1۔مکرم ڈاکٹر محمد حاتم بن مرحوم حلمی الشافعی صاحب (بیعت1984ء)

2۔مکرم خالد عزت صاحب (بیعت2006ء)

3۔مکرم اشرف عبدالفاضل ابراہیم الخیال صاحب (بیعت جنوری2008ء)

4۔مکرم معروف صابر السید عبداللہ صاحب (بیعت فروری2008ء)

5۔مکرم محمود وفدی محمد حسن صاحب (بیعت مارچ2008ء)

6۔مکرم نصر عبدالمنعم محمد نصر صاحب (بیعت مارچ2008ء)

7۔مکرم ابراہیم محمود احمد سعد صاحب (بیعت اپریل2008ء)

8۔مکرم مصطفی حسن احمد صاحب (بیعت جولائی2008ء)

9۔مکرم ابراہیم مصطفی محمد الجابری عطاء اللہ (بیعت اکتوبر2008ء)

دوسرے گروپ میں مندرجہ ذیل دو افراد جماعت کو گرفتار کیا گیا:

1۔مکرم عبدالمنعم علی عبدالسید علی صاحب (بیعت مارچ2008ء)

2۔مکرم عماد الدین عبدالحمید محمد فکار الشعینی صاحب (بیعت اپریل2008)

ان دو افراد جماعت کو تین ہفتوں تک قید میں رکھا گیا لیکن ان کے خلاف کوئی کیس رجسٹر نہ کیا گیا اور تین ہفتوں بعد ان کی رہائی عمل میں آگئی۔

تیسرے گروپ میں مندرجہ ذیل دو افراد کو گرفتار کیا گیا:

1۔مکرم سالم محمد سالم صاحب

2۔مکرم عادل حسن صاحب

یہ دو اشخاص احمدی نہ تھے، بلکہ ان کی گرفتاری اپنے رشتہ داروں وغیرہ کے ساتھ احمدیت کے بارہ میں باتیں کرنے کے جرم میں عمل میں لائی گئی اور جب چند دنوں کی تحقیق کے بعد واضح ہو گیا کہ ان کا احمدیت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے تو ان کو رہا کر دیا گیا۔

یوں پہلے گروپ میں گرفتار ہونے والے احباب جماعت سب سے زیادہ عرصہ جیل میں رہے اور ان کے خلاف ہی باقاعدہ مقدمہ چلا اور طوالت اختیار کرتا گیا حتی کہ انہیں 84 دن تک جیل کی کال کوٹھڑیوں میں رہنا پڑا۔ اس لئے ہم ذیل میں اسی پہلے گروپ کے بارہ میں ہی بات کریں گے۔

گرفتاری کی کارروائی

مورخہ 15 مارچ 2010 کی صبح صادق کے وقت سابق وزیر داخلہ کے حکم سے پولیس کی بھاری نفری جو کہ اسلحہ سے لیس تھی ان احمدیوں کے گھروں میں گھس گئی جہاں وہ دہشت پھیلاتے ہوئے نہ صرف ان احباب کو گرفتار کر کے ساتھ لے گئے بلکہ ان کے ساتھ ان کے گھروں میں موجود جماعتی کتب، لٹریچر اور کمپیوٹرز کے علاوہ بعض ذاتی استعمال کی اشیاء بھی اٹھا کر لے گئے۔

تفتیش یا تعذیب؟!

گرفتاری کی کارروائی کے بعد ان احباب کو اپنے اپنے علاقے کے لحاظ سے علیحدہ علیحدہ جیلوں میں رکھا گیا اور State Security Investigations کے آفیسرز نے ان سے تفتیش شروع کی۔ دورانِ تفتیش ان کے ہاتھ بیڑیوں میں جکڑے اور آنکھوں پر پٹیاں بندھی ہوئی ہوتی تھیں۔ علاوہ ازیں بعض احباب کو دورانِ تفتیش گالی گلوچ، اہانت آمیز سلوک اور جسمانی اذیت کے علاوہ بعض حساس مقامات پر بجلی کے شارٹ بھی لگائے گئے۔ قانون کی آڑ میں اس غیر قانونی اور غیر انسانی سلوک کا شکار ہونے کے باوجود یہ وفا کے پتلے اپنے ''جرم'' کے اقرار سے باز نہ آئے اور جماعت کے ساتھ اپنی وابستگی کا اعتراف کرتے رہے۔ الغرض یہ سلسلہ ڈیڑھ ماہ تک جاری رہا، جس میں ان کے خلاف الزامات کے پلندے تیار کئے گئے تا کہ ان کی بنا پر مقدمہ درج کیا جائے اور پھر کیس چلایا جائے۔ اس ڈیڑھ ماہ کے عرصہ میں جزوی طور پر فیملی ممبرز کے ساتھ ملاقات کی اجازت تھی لہذا ان احباب کی اپنے اہل خانہ سے ملاقاتیں ہوتی رہیں۔

مکرم ڈاکٹر حاتم الشافعی صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

ڈیڑھ ماہ کی تعذیب کے بعد ہم سب کو ہائی سیکورٹی والی ''طرّہ'' جیل میں منتقل کر دیا جہاں ہم سب کو چند دن کے لئے علیحدہ علیحدہ کوٹھڑیوں میں بند کر کے رکھا گیا جس کے بعد دو گروپس میں تقسیم کر کے دو بڑے جیل خانوں میں منتقل کر دیا گیا۔ 5 احباب ایک جیل خانہ میں جبکہ 4 دوسرے میں تھے۔ یہ تقسیم ہمارے لئے نسبتاً بہتر تھی ایک تو کمرے کھلے تھے دوسرے اکٹھے ہونے کی وجہ سے نماز باجماعت کی ادائیگی کی توفیق مل جاتی تھی نیز مل بیٹھنے اور باہم بات چیت کر لینے سے حوصلے مزید بلند ہو جاتے تھے۔ چنانچہ احباب جماعت جیل میں خدا تعالیٰ کے اس فضل پر شکر گزاری کے جذبات سے لبریز تھے۔

اس جگہ منتقل ہونے کے ایک روز بعد یعنی 2 مئی 2010ء کو Supreme State Security Prosecution کے سامنے میرے اور مکرم خالد عزت صاحب کے ساتھ تفتیش شروع ہوئی۔ ہمارے خلاف دین اسلام کی توہین کے ارتکاب کا الزام لگا کر مقدمہ دائر کیا گیا جس کا نمبر 357/2010 ہے۔ کیونکہ ان کی دانست میں ہمارا جماعت کے ساتھ تعلق رکھنا اور جماعت کے عقائد اور افکار کی تبلیغ کرنا دین اسلامی کی توہین کے مترادف ہے۔

بہر حال روزانہ ہم دونوں کے ساتھ کئی کئی گھنٹوں تک ممتد رہنے والے طویل دورانیہ کے تفتیشی سیشن ہوئے۔ ہم اس طویل ترین تفتیش سے بہت خوش تھے کیونکہ ہمیں وہ سب کچھ بلا خوف وخطر کہنے کی توفیق ملی جس کے عام اظہار پر قدغنیں لگی ہوئی تھیں۔ ہم نے بتفصیل تمام الزامات اور اعتراضات کے جواب پیش کئے اور اپنا موقف کھل کر بیان کیا۔ اور الحمدللہ کہ اس ساری کارروائی کو ساتھ کے ساتھ تحریر میں لا کر بھی عدالتی ریکارڈ میں محفوظ کیا جاتا رہا۔ ہمارے بعد دیگر سات دوستوں کے ساتھ بھی اسی طرح کی تفتیش ہوئی اور یہ سلسلہ ایک ماہ تک یعنی مئی 2010ء کے آخر تک جاری رہا۔

دو ظالمانہ قوانین

قارئین کرام کے ذہنوں میں یہ سوال ضرور پیدا ہوا ہو گا کہ آخر یہ کونسا قانون ہے جس کی بنا پر ہمارے مصری احمدیوں کو ایسے عجیب طریق پر جیل کی کال کوٹھڑیوں میں جکڑ کے رکھا گیا۔ اس لئے وضاحت کے لئے عرض ہے کہ مصری صدر حسنی مبارک نے حکومت خلاف ہونے والی ہر قسم کی شورش کو کچلنے کا یہ انوکھا طریق اپنایا کہ ایمرجینسی کے نام سے ایک قانون نافذ کر دیا جس کا دائرہ اس قدر وسیع رکھا گیا کہ جہاں چاہے لاگو ہو جائے۔ لہذا گزشتہ 30 سال سے یہ قانون جاری تھا اور اس کی بنا پر حکومت جب چاہتی تھی اور جسے چاہتی تھی اور جیسے چاہتی تھی پکڑ کر جیل میں ڈال دیتی تھی۔ ہمارے ان اسیران راہ مولیٰ بھائیوں کی ابتدائی گرفتاری اور مقدمہ کے بغیر جیل میں رکھنے کی کارروائی اسی ایمرجینسی والے قانون کے ماتحت کی گئی۔

دوسرا قانون ''ازدراء الأدیان'' یعنی توہین ادیان کے نام سے بنایا گیا۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ مصر میں عیسائی بھی خاصی بڑی تعداد میں رہتے ہیں۔ اور عیسائیوں ومسلمانوں کا آپس میں اکثر مذہبی بنیاد پر جھگڑا رہتا ہے لہذا اس قانون کے تحت ہر ایک کو اس بات کا پابند کر دیا گیا کہ وہ دوسرے کے مذہب پر حملہ نہ کرے ورنہ یہ توہین دین کے زمرہ میں آئے گا۔ لیکن اس قانون میں اس قدر گنجائش موجود تھی کہ ہر دو مذاہب کے لوگ چھوٹی سے چھوٹی بات کو معقول وجہ قرار دے کر اس قانون کے تحت فریق ثانی کے خلاف دعویٰ دائر کرتے رہتے ہیں۔ جب مصری پادری نے اسلام پر حملہ کیا تو نہ صرف مصری آرتھوڈکس چرچ سے استعفیٰ دے دیا بلکہ ارض مصر سے باہر نکل کر ایسا کیا تا کہ وہ بھی اس قانون کی زد سے بچ جائے اور باقی عیسائیوں پر اس کا الزام نہ آئے۔ پھر جب جماعت احمدیہ کی طرف سے ایم ٹی اے العربیہ پر اس عیسائی حملے کا منہ توڑ جواب دیا گیا اور یہ پروگرامز مصری سیٹلائیٹ نائل سات کے ذریعہ مصر میں بھی دیکھے اور سنے گئے تو اسی قانون کا سہارا لیتے ہوئے مصری عیسائیوں نے ایم ٹی اے العربیہ کو نائل سات سے بند کروانے کی کوشش کی۔ اور اب اسی قانون کو استعمال کرتے ہوئے حکومتی اداروں نے گرفتار احمدیوں پر الزام عائد کیا کہ وہ اپنے عقائد وافکار کے لحاظ سے دین اسلام کی اہانت کے مرتکب ہوئے ہیں۔

دردِ غمِ فراق کے یہ سخت مرحلے

مکرم ڈاکٹر حاتم صاحب کی اسیری کے دوران ان کے بیٹے کی وفات ہو گئی اس کا ذکر کرتے ہوئے وہ بیان کرتے ہیں کہ:

میرا بڑا بیٹا احمد الشافعی پہلے ہی بیمار تھا، میری گرفتاری کا اس کی طبیعت پر بہت گہرا اثر ہوا اور اس کی صحت دن بدن گرنے لگی۔ میری عدم موجودگی میں میری بیوی امیرہ ہاشم صاحبہ اس کی دیکھ بھال کرتی رہیں۔ اسی دوران میری بیوی کو بھی صدر لجنہ کی حیثیت سے کام کرنے کی بنا پر گرفتار کر لیا گیا۔ ان کے خلاف مقدمہ درج ہوا اور ان پر بھی وہی دفعہ لگائی گئی جس کی بنا پر ہمیں جیل میں رکھا گیا تھا۔ ایک رات جیل میں رکھنے کے بعد اگلے دن ہی ہمارے وکیل عادل رمضان

صاحب (جو انسانی حقوق کی ایک تنظیم کے لئے کام کرتے ہیں) نے میرے بیٹے احمد الشافعی کی بیماری کی مختلف طبی رپورٹس پیش کر کے ثابت کیا کہ اس بچے کی گرتی ہوئی صحت کے پیش نظر اس کی ماں کا ہر وقت اس کے ساتھ رہنا ضروری ہے لہذا عدالت نے میری اہلیہ کو جانے کی اجازت تو دے دی لیکن تفتیش کے لئے عدالت میں آتے رہنے کا پابند کیا۔ لہذا وہ کئی دن تک تفتیش کے لئے جاتی رہیں اور یہ تفتیشی عمل کئی کئی گھنٹوں تک ممتد رہا۔ ابھی یہ سلسلہ چل ہی رہا تھا کہ میرے بیٹے کی طبیعت زیادہ خراب ہوگئی جس کا نتیجہ kidney failure کی صورت میں ظاہر ہوا۔ مختلف چیک اَپ اور Dialysis کے لئے احمد کو ہسپتال داخل کروانا پڑا۔ گردوں کے فیل ہو جانے کی بنا پر اسے کسی طبی کوشش نے کوئی فائدہ نہ دیا اور مختصر علالت کے بعد وہ خاموشی سے 20/مئی 2010ء کو اس دار فانی سے کوچ کر گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

طرہ جیل میں ہم سے کسی کو بھی ملنے کی اجازت نہ تھی، نیز میرے اہل خانہ نے خیال کیا کہ جیل میں میرے لئے یہ خبر مزید دکھ کا باعث ٹھہرے گی لہذا مجھے میرے بیٹے کی وفات کے بارہ میں کچھ نہ بتایا۔ لیکن جب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں اس بات کی اطلاع دی گئی تو حضور انور نے فرمایا کہ "حاتم صاحب کو اس بارہ میں بتا دیں۔" جیل میں صرف کپڑے بھجوانے کی اجازت تھی چنانچہ میری اہلیہ نے کپڑوں کے ساتھ مختلف دعائیں ارسال کر دیں جو وفات کے موقعہ پر انہوں نے پڑھنے کے لئے پرنٹ کی تھیں، جن کے ذریعہ مجھے یہ خبر وفات کے دس دن بعد ملی۔ مجھے طبعی طور پر اس کی جدائی کا بہت زیادہ حزن و ملال ہوا، اور کچھ دیر غم والم کی گھٹا بھی چھائی لیکن الحمد للہ کہ جلد ہی چھٹ گئی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک خاص سکینت اور اطمینان سے میرا دل بھر دیا۔ چنانچہ مَیں نے جیل میں ہی اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر مرحوم کی نماز جنازہ غائب ادا کی۔ اس بات نے میرے ساتھیوں کے بھی حوصلے مزید بلند کئے اور ان میں ایک عجیب ایمانی جوش کی روح پھونک دی۔ مَیں سمجھتا ہوں ایسا خلیفۂ وقت کے ارشاد کی تعمیل کی برکت سے ہوا۔ فالحمد للہ علی ذلک۔

قارئین کرام! مصائب پر احمدیوں کا غیر معمولی صبر اور نہایت پروقار طریق پر ان کو برداشت کر جانا ان کی قربانیوں کو حسن و جمال کی خلعتیں پہنا جاتا ہے، اور ان کی اس حالت کو چشمِ حیران بن کر دیکھنے والے شاید بزبان حال یہ کہہ رہے ہوتے ہیں کہ:

دردِ غمِ فراق کے یہ سخت مرحلے
حیراں ہوں مَیں کہ پھر بھی تم اتنے حسیں رہے

خلیفۂ وقت کی شفقت اور ذکر خیر

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم ڈاکٹر حاتم صاحب کے بیٹے کی وفات پر خطبہ جمعہ میں ان کا ذکر خیر بھی کیا اور نماز جنازہ غائب بھی پڑھائی۔ حضور انور نے فرمایا:

"ہمارے مصر کے ایک احمدی احمد محمد حاتم حلمی شافعی، یہ 20/مئی کو گردے فیل ہونے کی وجہ سے جوانی کی عمر میں ہی فوت ہوگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ...... یہ ڈاکٹر محمد حاتم صاحب کے بڑے بیٹے تھے، اور حلمی شافعی صاحب مرحوم کے پوتے تھے...... یہ بچپن سے معذور تھے۔ اور wheel chair پر تھے۔ لیکن اس کے باوجود بڑے صبر سے اپنی بیماری برداشت کرتے رہے اور اپنی والدہ کو بھی کہتے تھے کہ مَیں صبر سے سب کچھ برداشت کرتا ہوں پریشان نہ ہوں۔ ان کی والدہ کہتی ہیں کہ مَیں حیران ہوتی تھی ان کا صبر دیکھ کے۔ اور تسلی جب ان کو دلائی جاتی، جب بیماری ان کی بڑھی ہے، تو خود ہی اپنی والدہ کو، اپنے عزیزوں کو بڑی تسلی دیا کرتے تھے۔ والدہ نے کہا کہ سب بہن بھائیوں سے بڑھ کر یہ ہماری اطاعت کرنے والے تھے۔ اور ان کے والد ڈاکٹر حاتم شافعی صاحب...... صدر جماعت بھی ہیں۔ تو وہ جیل میں تھے جب یہ فوت ہوئے ہیں۔ باوجود معذوری کے، معذور تو تھے لیکن بزنس کی ڈگری انہوں نے لی ہے، پڑھتے رہے ہیں۔ کمپیوٹر کے کورس کئے ہوئے تھے۔ اور یہ بڑا ارادہ رکھتے تھے کہ اپنے دادا مرحوم کی طرح جماعتی لٹریچر میں ان کی مدد کریں گے۔ خلافت سے بڑی محبت کا تعلق تھا، میرے اس عرصہ میں گزشتہ دو دفعہ یہاں جلسہ میں بھی آ چکے ہیں۔ والدہ یہ کہتی ہیں کہ وفات کے وقت ان کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے۔ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِی بِبَکَّۃَ، اور پھر لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کہا۔ گردے فیل ہونے کی وجہ سے کچھ عرصے سے ڈائی لیسز (Dialysis) کے لئے جاتے تھے۔ والد ان کے اسیرِ راہِ مولیٰ ہیں اور ابھی جیل میں ہی ہیں، وہ تو ان کے جنازے میں شامل نہیں ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ ان کے بھی درجات بلند کرے۔ اور والدین کو اور عزیزوں کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو ہر شر سے ہمیشہ محفوظ رکھے۔

(از خطبہ جمعہ فرمودہ 11/جون 2010ء)

ان اسیران راہ مولیٰ کی رہائی اور مختلف مصری اخباروں وعدالت کی طرف سے لگائے گئے بعض الزامات واتہامات کے جائزہ پر مشتمل دیگر معلومات اگلی قسط میں ملاحظہ فرمائیں۔ **(باقی آئندہ)**

❁❁❁❁❁❁

رمضان المبارک کے ایام میں جماعت احمدیہ سرینام کے شب و روز

(رپورٹ: لئیق احمد مشتاق - مبلغ سلسلہ سرینام)

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ سرینام کو گزشتہ چھ سالوں سے رمضان المبارک میں خصوصی پروگرامز ملک کے مشہور ٹی وی چینل رادیکا (Radika Ch.14) کے ذریعہ پیش کئے جا رہے ہیں۔

امسال بھی مسلسل گیارہویں سال رمضان المبارک کے مقدس ایام میں روزانہ شام چھ بجے 15 منٹ کا ٹی وی پروگرام پیش کرنے کی توفیق ملی۔

امسال بھی ہم نے نئے اور بہتر انداز سے یہ پروگرام تیار کئے، اور گزشتہ سال سوال جواب کی صورت میں پروگرامز کا جو سلسلہ شروع کیا تھا اس کو مزید بہتر بناتے ہوئے امسال سترہ پروگرام سوال جواب کی صورت میں تیار کئے۔ پروگراموں کا آغاز رویت ہلال کے بارہ میں اسلامی تعلیم اور دور حاضر کی ٹیکنالوجی کے استعمال کے طریق سے ہوا۔

باقی تمام پروگرام رمضان المبارک کی فرضیت، اہمیت، فضائل و برکات اور مسائل کی مناسبت سے پیش کئے گئے۔ قرآن مجید کی عظمت، تلاوت قرآن مجید کی اہمیت اور اس کی برکات کے حوالے سے بھی پروگرام تیار کئے گئے۔ جماعتی روایات کے مطابق تمام پروگرام قرآن مجید، احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم، تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ارشادات خلفاء کرام سے مزین کر کے مکمل حوالوں کے ساتھ پیش کئے گئے۔

جماعت کا ہفتہ وار پروگرام جو خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے "راپارٹی وی" (RBN,Ch.5) پر جنوری 2002ء سے باقاعدگی سے جاری ہیں وہاں سے بھی پانچ پروگرام رمضان المبارک کے حوالے سے پیش کئے گئے۔

رمضان المبارک کے آخر میں 45 منٹ کا عید سپیشل پروگرام پیش کیا گیا جس میں صرف اطفال اور ناصرات نے حصہ لیا۔ یہ پروگرام خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت مقبول ہوا اور بہت زیادہ پسند کیا گیا۔

مجموعی طور پر ان بابرکت ایام میں جماعت کو 38 پروگرامز پیش کرنے کی توفیق ملی جن پر کل دس گھنٹے وقت صرف ہوا۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے مسلمانوں کے علاوہ کثیر تعداد میں غیر مسلموں نے بھی ان پروگرامز کو دیکھا، ان کے معیار کو سراہا، اور بہت اچھے الفاظ میں ان کی تعریف کی۔

رمضان المبارک کی فرضیت، اہمیت اور برکات کے حوالے سے ایک مضمون ملک کے کثیر الاشاعت روزنامہ "داخ بلاد سرینام" (Dagblad SURINAME) میں مورخہ 4 اگست بروز جمعرات شائع ہوا۔

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی فضلیت اور اعتکاف کے مسائل کے حوالے سے ایک مضمون مورخہ 20 اگست بروز ہفتہ ملک کے ایک اور کثیر الاشاعت روزنامہ ٹائمز آف سرینام (Times of SURINAME) میں اور یہی مضمون روزنامہ (Dagblad SURINAME) میں بدھ 24 اگست کو شائع ہوا۔

عید الفطر کی برکات اور سنت رسول ﷺ کی روشنی میں حقیقی عید کے حوالے سے ایک مضمون اِسی اخبار میں مورخہ 30 اگست کو شائع ہوا۔ بڑی تعداد میں لوگوں نے ان مضامین کے بارے میں تعریفی ریمارکس بھجوائے، اور ان مضامین کے معیار کی تعریف کی۔

مرکزی مسجد ناصر میں روزانہ نماز تراویح اور درس کے علاوہ 17 سترہ اجتماعی افطاریوں کا انتظام کیا گیا جن میں حاضری 80 سے 100 تک رہی۔

امسال ایک ٹی وی چینل نے روزانہ مختلف مساجد میں جا کر افطار اور نماز کی ریکارڈنگ اور لوگوں سے انٹرویو کا سلسلہ شروع کیا۔ مورخہ 7/اگست کو ان کی ٹیم ہماری مسجد میں آئی۔ افطار اور نماز کی ریکارڈنگ کے علاوہ تین افراد جماعت کا انٹرویو لیا۔ محترم صدر صاحب نے انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور نظام جماعت کا تعارف کروایا، قرآن مجید کے تراجم، ایم ٹی اے اور جماعت کی عالمی خدمات کا مفصل ذکر کیا۔ یہ پروگرام مورخہ 8/اگست کو ٹیلیویژن پر نشر ہوا۔

مورخہ 21 اگست یہ لوگ پھر ہماری مسجد میں آئے اور تین گھنٹے سے زائد وقت یہاں گزارا۔ بچوں کی نظم ریکارڈ کی، نماز مغرب، نمازِ تراویح اور کھانے کی ریکارڈنگ کی اور پانچ افراد جماعت کا انٹرویو لیا۔ جس میں انہیں رمضان المبارک کی برکات اور آخری عشرہ کی فضیلت کے علاوہ ایک بار پھر جماعت احمدیہ کی عالمی حیثیت اور عقائد سے آگاہ کرنے کا موقعہ ملا۔ اس پروگرام کی مکمل ریکارڈنگ مورخہ 23 اگست کو ٹی وی پر نشر ہوئی۔

مورخہ 25 اگست کو بھارتی سفیر نے اپنی سرکاری رہائش گاہ پر افطاری کا پروگرام رکھا۔ جس میں مسلمان عمائدین کے علاوہ اعلیٰ سرکاری حکام کو دعوت دی گئی۔ جماعت کی مرکزی مجلس عاملہ کے سات ممبران کے علاوہ 14 افراد جماعت اس پروگرام میں شامل ہوئے۔

مورخہ 31 اگست 2011 بروز بدھ ملک میں عید الفطر منائی گئی۔ دن ساڑھے نو بجے مرکزی مسجد ناصر میں نماز عید ادا کی گئی۔ نماز کی حاضری 250 کے قریب تھی۔ متعدد غیر از جماعت افراد بھی نماز میں شامل ہوئے۔

اس خوشی کے موقعہ پر نیشنل اسمبلی کے ممبر اور سابق منسٹر مسٹر چندریکا پرشاد سنتوکھی کو مہمان خصوصی کی حیثیت سے مدعو کیا گیا، ہالینڈ کی پولیس اکیڈمی سے تعلیم مکمل کرنے کے بعد انہوں نے کئی سال سرینام کے کمشنر آف پولیس کی حیثیت سے کام کیا۔ 2005ء سے 2010ء تک منسٹر آف جسٹس اینڈ پولیس کی حیثیت سے فرائض انجام دئے۔ موصوف اس وقت منشیات کی ترسیل اور استعمال کے خلاف قائم ایک بین الاقوامی تنظیم (Inter American Drug Abuse Control Commission) کے صدر ہیں۔ علاقہ کے 34 ممالک اس تنظیم کے رکن ہیں۔ جولائی 2011ء میں انہیں ملک کی سب سے بڑی سیاسی پارٹی کا صدر بھی منتخب کیا گیا ہے۔ ان کے ساتھ نیشنل اسمبلی کے ممبر اور سابق منسٹر مسٹر گنیش کمار کندھائی اور تین اور معزز مہمان بھی تھے۔ حسب سابق امسال بھی بھارتی سفیر مسٹر کنول جیت سنگھ سوڈھی، اور ایمبیسی کے سٹاف کو بھی دعوت دی گئی تھی۔ مہمان خصوصی اور انڈین ایمبیسڈر نے حاضرین سے خطاب کیا اور عید کی مبارکباد پیش کی۔ ایک ٹی وی چینل نے محترم صدر صاحب کے علاوہ معزز مہمانوں کا انٹرویو لیا اور افراد جماعت کی عید کی خوشیوں کو ریکارڈ کیا۔ یہ پروگرام اُسی رات 9 بجے ٹی وی پر نشر ہوا۔

حسب روائت امسال بھی تقریباً تین سو افراد کیلئے کھانا تیار کیا گیا تھا۔ یہ کھانا مستحقین کے گھروں پر تقسیم کیا گیا تھا۔ اور افراد جماعت اپنے خرچ پر تیار کر کے لائے تھے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد تمام شاملین کی خدمت میں خدام اور لجنہ کی ٹیموں نے الگ الگ سوّیاں، کھانا اور دوسرے لوازمات پیش کئے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ کام بھی احسن رنگ میں مکمل ہوا۔

قارئین الفضل انٹرنیشنل سے دعا کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ سرینام کی ان کاوشوں میں برکت ڈالے اور جماعت سرینام کے نفوس و اموال میں برکت کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

❁❁❁❁❁❁

خطبہ جمعہ

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا اس ثبات قدم اور قوت کے حصول اور اس کا علم رکھنے کے لئے ہے جو مستقل مزاجی سے عبودیت کا حق ادا کرنے کے لئے ضروری ہے۔

اگر دعا نہیں کرو گے تو ہدایت کے راستے بھی بند ہو جائیں گے کیونکہ ہدایت بندہ اپنے زور سے حاصل نہیں کر سکتا
حقیقی ہدایت پانے والے وہ ہیں جن کی زبان ذکر الٰہی اور دعا سے تر رہے۔

سب دعاؤں سے مقدم دعا جس کی طالب حق کو اشد ضرورت ہے طلب صراط مستقیم ہے

ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کی محبت اپنے دلوں میں پیدا کرو۔ جب یہ چیز ہو گی تو پھر تمہاری دنیا بھی دین بن جائے گی اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہر کام ہو رہا ہو گا۔

خالص ہو کر اپنی حالتوں کی درستی کرتے ہوئے اگر بندہ خدا تعالیٰ کے آگے جھکے تو وہی ہے جو تمام حاجتیں انسان کی پوری کرنے والا ہے۔

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی پُر معارف تفسیر کا تذکرہ اور اس حوالہ سے احباب جماعت کو اہم نصائح)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 26/اگست 2011ء بمطابق 26/ظہور 1390 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیکَ لَہٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

گزشتہ خطبہ میں مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تفسیر کے حوالے سے سورۃ فاتحہ کی آیت اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ (الفاتحہ:5) کی وضاحت کی تھی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر بڑا احسان ہے، بہت عظیم احسان ہے کہ اُس نے ہمیں زمانے کے امام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی جن سے ہمیں قرآنِ کریم کے گہرے معانی اور تفسیر کا علم ہوا۔ اُس کے بعد مجھے بہت سے خط آئے کہ ہمیں اس خطبے کے بعد اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ (الفاتحہ:5) کا جو عرفان حاصل ہوا ہے اور نماز میں اس دعا پر غور کرتے ہوئے پڑھنے سے جو لذت آئی ہے اُس کا مزہ ہی کچھ اور تھا اور ہے۔ بعض عربی بولنے والے عرب لوگوں نے لکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب ''کرامات الصادقین''، ہم نے پہلے بھی پڑھی ہوئی تھی لیکن خطبہ میں اس کے حوالے سُن کر جو عرفان حاصل ہوا ہے اُس کے بعد لگتا تھا کہ یہ پہلے نہیں پڑھا گیا۔ یقیناً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام ایسا ہے جس کی جُگالی کرتے رہنا چاہئے۔ بار بار جب یہ کلام سامنے آتا ہے تو نئے باب کھلتے ہیں، نئے اسرار و رموز کا پتہ چلتا ہے۔ رمضان میں ویسے بھی دعاؤں کی طرف توجہ ہوتی ہے اس لئے دعا کا جو مضمون ہے وہ دل کو جا کر لگتا ہے۔ دعاؤں کا یہ مضمون اور آپ کی تفسیر آج بھی جاری رہے گی۔ گذشتہ خطبہ میں مَیں نے ایک اقتباس پڑھا تھا اب مَیں اُس کا خلاصہ بیان کروں گا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ میں خالص ہو کر اللہ کا عبد بننے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ میں عبودیت کے لئے قوت، ثابت قدمی، استقامت اور مستقل مزاجی کی دعا طلب کی گئی ہے۔ کیونکہ قوت اور ثباتِ قدمی بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی ملتی ہے۔ اگر قوت اور ثباتِ قدمی نہ ہو تو عبودیت کا حق بھی ادا نہیں ہو سکتا۔ عبادت کرنے کی اگر کوشش بھی ہو گی لیکن اللہ تعالیٰ کی مدد شاملِ حال نہیں ہو گی تو چند دن کی عبادت کے بعد پھر وہی عبادت میں بے قاعدگی، بے لذتی اور دل کے اُچاٹ ہونے کا عمل شروع ہو سکتا ہے۔ کئی لوگ لکھتے ہیں کہ رمضان کے ماحول کی وجہ سے عبادتوں کی طرف توجہ پیدا ہوئی۔ ایک ماحول بنا ہوا تھا، اُس کے دھارے میں ہم بھی بہتے جا رہے تھے۔ رمضان ختم ہوا تو پھر وہیں واپسی ہو گئی جہاں سے شروع ہوئے تھے۔ نمازیں ہیں لیکن اُن میں وہ لذت اور ذوق نہیں۔ پس اس ماحول میں جب دعاؤں کی طرف توجہ ہے تو اللہ تعالیٰ نے عبادت میں ذوق شوق، قوت اور ثباتِ قدمی کی جو دعا سکھائی ہے وہ دعا بھی کرنی چاہئے تا کہ عبودیت کا صحیح حق ادا ہو اور ہمیشہ ہوتا چلا جائے۔ اگر ثباتِ قدمی نہیں تو عبودیت کا حق بھی ادا نہیں ہو سکتا۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ: ''عبد بننے کی طرف توجہ اور ثباتِ قدمی کی طلب کے بعد پھر وہ کونسی اہم چیز ہے جو ایک مومن میں ہونی چاہئے''۔

اس بارہ میں مَیں نے جو اقتباس پچھلے خطبہ میں پڑھا تھا اُس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اہم چیز یہ ہے کہ ایک مومن کو یہ بھی پتہ ہونا چاہئے کہ وہ کس قسم کی قوت ہے اور وہ قوت کس طرح حاصل ہو گی، ثباتِ قدم کس پر ہو اور اس کا معیار کیا ہو؟ اگر اس کا علم نہ ہو، اگر عبد بننے کے لئے ہدایت کے راستے کی نشاندہی نہ ہو تو پھر انسان اندھیرے میں ہاتھ پیر مارتا رہے گا، اُسے پتہ ہی نہیں ہو گا کہ وہ کس قسم کی عبودیت کی تلاش میں ہے۔ اور وہ کیا چیز ہے؟ کونسی عبادتیں اُس نے کرنی ہیں؟ کیا چیزیں اُس نے مانگنی ہیں؟ کن راستوں کی اُس نے تلاش کرنی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس لئے ضروری ہے کہ علم اور ہدایت کی تلاش کے لئے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ کی دعا کی جائے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ دعا سکھائی ہے۔ تا کہ اللہ تعالیٰ انسان کی عبادت اور اُس کی کوشش میں برکت ڈالتے ہوئے ایک حقیقی عابد اور اللہ تعالیٰ کے راستوں کے متلاشی کو ہمیشہ ہدایت کے راستوں پر گامزن رکھے، اُس پر توفیق دیتا چلا جائے۔ پس اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا اُس ثباتِ قدم اور قوت کے حصول اور اُس کا علم رکھنے کے لئے ہے جو مستقل مزاجی سے عبودیت کا حق ادا کرنے کے لئے ضروری ہے۔ اس کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے۔ آپ علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق ان تینوں دعاؤں کا خلاصہ گویا یہ بنے گا کہ جب تک انتہائی اخلاص، انتہائی کوشش اور ہدایت کو سمجھنے کی پوری صلاحیت حاصل نہ ہو جائے اُس وقت تک ایک حقیقی مومن کو، سچا عابد بننے والے کو آرام سے نہیں بیٹھنا چاہئے اور یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ ہم نجات یافتہ ہو گئے یا ہم نے اپنے مقصد کو پا لیا، یا خدا تعالیٰ کے پیار کے سلوک کے ان اعلیٰ معیاروں کو حاصل کر لیا جو معیار ایک مومن کا مطمح نظر ہونے چاہئیں۔ پس جب یہ سوچ ایک مومن کی ہو کہ ہم نے آرام سے نہیں بیٹھنا جب تک کہ ان راستوں پر نہیں چلتے تو پھر ایسے مومن کے قدم آگے بڑھتے ہیں، پھر مسجدوں میں دل لگتے ہیں، پھر نمازوں کی حفاظت کی فکر ہوتی ہے۔ پھر رمضان کے روزوں کا حق ادا ہوتا ہے۔ پھر رمضان کے بعد بھی عبادت میں ذوق کی اور شوق کی اور جس طرح پچھلی دفعہ مَیں نے پڑھا تھا کہ فرمایا ایک جلن ہونی چاہئے، اُس جلن کو حاصل کرنے کی کوشش رہتی ہے۔

گزشتہ جمعہ میں جیسا کہ مَیں نے کہا اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ (الفاتحہ:5) کی وضاحت تو کچھ حد تک ہو گئی تھی اور اس کے مختلف پہلو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائے وہ آپ کے سامنے رکھے تھے۔ آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تفسیر کی روشنی میں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ (الفاتحۃ:6) کا مطلب، اس کے بعض گہرے مطالب، اس کے معنی، اس کی روح کیا ہے؟ وہ پیش کروں گا جن سے پتہ لگتا ہے کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ (الفاتحۃ:6) کی جو دعا ہے وہ کس قدر وسیع ہے اور ہمارے ہر معاملے کا کس طرح اس دعا نے احاطہ کیا ہوا ہے؟ پہلے جو اقتباس میں پیش کروں گا اس سے پتہ چلتا ہے کہ ہدایت پانے کے قابل کون لوگ ہوتے ہیں؟ وہ کون لوگ ہیں جنہیں ہدایت پانے کے صحیح راستوں کا پتہ چلتا ہے اور اُن راستوں پر چلنے کے لئے وہ کوشش کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ (یہ بھی کرامات الصادقین کا ہی حوالہ ہے جس کا ترجمہ پڑھتا ہوں): ''اور اس سورۃ میں (یعنی سورۃ فاتحہ میں) اللہ تعالیٰ اپنے مسلمان بندوں کو تعلیم دیتا ہے۔ پس گویا وہ فرماتا ہے۔ اے میرے بندو! تم نے یہود و

نصاریٰ کو دیکھ لیا ہے۔تم اُن جیسے اعمال کرنے سے اجتناب کرو اور دعاء اور استقامت کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑو اور یہود کی مانند اللہ کی نعمتوں کو مت بھلاؤ ورنہ اُس کا غضب تم پر نازل ہوگا۔اور تم سچے علوم اور دعا کو مت چھوڑو اور نصاریٰ کی طرح طلبِ ہدایت میں سست نہ ہو جاؤ ورنہ تم گمراہ ہو جاؤ گے اور ہدایت کے طلب کرنے کی ترغیب دی اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہ ہدایت پر ثابت قدمی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا اور گریہ وزاری میں دوام کے بغیر ممکن نہیں'' ۔(ہدایت پر ثابت قدمی جب تک مستقل مزاجی سے دعا نہیں کرو گے، گریہ وزاری نہیں کرو گے یہ ممکن نہیں ہے)فرمایا'' مزید برآں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ ہدایت ایک ایسی چیز ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی ملتی ہے اور جب تک کہ خدا تعالیٰ خود بندہ کی رہنمائی نہ کرے اور اسے ہدایت یافتہ لوگوں میں داخل نہ کردے وہ ہرگز ہدایت نہیں پا سکتا۔پھر اس امر کی طرف بھی اشارہ ہے کہ ہدایت کی کوئی انتہا نہیں اور انسان دعاؤں کی سیڑھی کے ذریعہ ہی اُس تک پہنچ سکتے ہیں اور جس شخص نے دعا کو چھوڑ دیا اس نے اپنی سیڑھی کھو دی۔یقیناً ہدایت پانے کے قابل وہی ہے جن کی زبان ذکرِ الٰہی اور دعا سے تر رہے اور وہ اس پر دوام اختیار کرنے والوں میں سے ہو''۔

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد اول صفحہ 214)

پس ایک مومن کے لئے جو ہدایت کی تلاش میں ہے یہ ہدایات ہیں کہ دعا اور استقامت کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑو۔یہ کبھی نہ چُھوٹے۔طلبِ ہدایت میں سست نہ ہو ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔یاد رکھو! ہدایت پر ثابت قدمی، مستقل مزاجی سے دعا اور گریہ وزاری کے بغیر ممکن نہیں۔اگر دعا نہیں کرو گے تو ہدایت کے راستے بھی بند ہو جائیں گے کیونکہ ہدایت بندہ اپنے زور سے حاصل نہیں کر سکتا بلکہ یہ خدا کی طرف سے ملتی ہے۔پھر فرمایا یہ بات ہمیشہ سامنے رکھو کہ ہدایت کی کوئی انتہا نہیں ہے کہ ہم نے ہدایت پالی اور جو حاصل کرنا تھا وہ کرلیا۔ایک مقام پر پہنچ کر یہ نہیں کہہ سکتے کہ مَیں مکمل طور پر ہدایت یافتہ ہو گیا۔پس جب انتہا نہیں تو دعاؤں کی سیڑھی کی ہر وقت ضرورت ہے۔پس ایک مومن کو یہ اہم بات یاد رکھنی چاہئے کہ صرف وقتی عبادت ہدایت کا باعث نہیں بنتی بلکہ حقیقی ہدایت پانے والے وہ ہیں جن کی زبان ذکرِ الٰہی اور دعا سے تَر رہے۔پس ان دنوں میں جبکہ ہمیں رمضان کی وجہ سے ذکرِ الٰہی کی طرف توجہ پیدا ہوئی ہے، دعاؤں کی طرف توجہ پیدا ہوئی ہے اسے مستقل اپنانے کی کوشش کرنی چاہئے تاکہ ہدایت کے راستوں پر ہمیشہ گامزن رہیں اور اس کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی ہم کوشش کرتے چلے جائیں۔پھر آپ ہمیں صراطِ مستقیم کے معنے سمجھاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''صراط لغتِ عرب میں ایسی راہ کو کہتے ہیں جو سیدھی ہو یعنی تمام اجزاء اُس کے وضع استقامت پر واقع ہوں اور ایک دوسرے کی نسبت عین محاذات پر ہوں''۔(الحکم 10رفروری 1905ء صفحہ 4)

یعنی کوئی کجی نہ ہو، کوئی ٹیڑھا پن نہ ہو، کوئی پریشان کرنے والی چیز نہ ہو، واضح اور سیدھا اور ایک مقصد کی طرف لے جانے والا راستہ ہو، یہ نہیں کہ ایک جگہ پہنچ کر انسان سوچے اور confuse ہو جائے کہ مَیں نے دائیں جانا ہے کہ بائیں جانا ہے بلکہ خدا تعالیٰ کو پانے کا جو مقصد ہے، اُس طرف لے جانے والا راستہ ہو، اُسی راستے کو صراط کہتے ہیں۔خطرے کی نشاندہی کرے، جہاں مڑنا ہے وہاں مڑنے کی طرف رہنمائی کرے۔

پھر آپ علیہ السلام اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ (الفاتحة:6) کے حقیقی معنی بیان فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''(صوفی لوگ)......اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کے معنی بھی فنا کرتے ہیں۔یعنی روح، جوش اور ارادے سب کے سب اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہو جائیں اور اپنے جذبات اور نفسانی خواہشیں بالکل مر جائیں''۔فرمایا'' بعض انسان جو اللہ تعالیٰ کی خواہش اور ارادے کو اپنے ارادے اور جوشوں پر مقدم نہیں کرتے وہ اکثر دفعہ دنیا ہی کے جوشوں اور ارادوں کی ناکامیوں میں اس دنیا سے اُٹھ جاتے ہیں''۔فرمایا ''نماز جو دعا ہے اور جس میں اللہ کو جو خدائے تعالیٰ کا اسمِ اعظم ہے مقدم رکھا ہے، ایسا ہی انسان کا اسمِ اعظم استقامت ہے۔اسمِ اعظم سے مراد یہ ہے کہ جس ذریعہ سے انسانیت کے کمالات حاصل ہوں''۔(حضرت اقدسؑ کی ایک تقریر اور مسئلہ وحدت الوجود پر ایک خط صفحہ 18-19 بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ 218)۔یعنی مستقل مزاجی سے دعاؤں کی طرف لگے رہو گے اللہ کی طرف جاؤ گے تو تبھی انسانیت کے کمالات حاصل ہو سکتے ہیں یا اُن کی طرف قدم بڑھ سکتا ہے۔

پس جب اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ (الفاتحة:6) کی دعا انسان کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے احکامات کو بھی سامنے رکھنا ہوگا۔اوامر اور نواہی کو بھی دیکھنا ہوگا کہ کونسی باتیں کرنے کی ہیں اور کونسی نہیں کرنے کی، قرآنِ کریم کے حکموں پر نظر رکھنی ہوگی۔اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی کے ساتھ بندوں کے حقوق بھی ادا کرنے ہوں گے کیونکہ حقوق العباد بھی خدا تعالیٰ کی طرف لے جانے والے ہوتے ہیں۔جب یہ ہوگا تب ہی اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی جو دعا ہے وہ دل کی آواز بنے گی تبھی استقامت کا مقام حاصل ہوگا۔تبھی انسانیت کے کمال حاصل کرنے کی طرف حقیقی توجہ اور کوشش ہوگی اور تبھی انسان پھر خدا تعالیٰ کی آغوش میں آکر قبولیتِ دعا کے نظارے بھی دیکھے گا۔انسان جب استقامت دکھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتا چلا جاتا ہے۔ہدایت پر رہنے کے لئے صرف خدا کو پکارتا ہے تو پھر ہی صراطِ مستقیم قائم رہتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس مضمون کو آگے چلاتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''دعا کا طریق یہی ہے کہ دونوں اسمِ اعظم جمع ہوں اور یہ خدا کی طرف جاوے کسی غیر کی طرف رجوع نہ کرے۔خواہ وہ اس کی ہوا و ہوس ہی کا بت کیوں نہ ہو؟ جب یہ حالت ہو جائے تو اُس وقت اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ کا مزا آجاتا ہے''۔(ایضاً صفحہ 20-21۔بحوالہ تفسیر حضرت اقدس مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ 219)

جب انسان رَبُّنَا اللّٰہ کہتا ہے جب یہ پکار ہوگی اور پھر اُس پر استقامت دکھاتا ہے تو تب جو دعاؤں کی توفیق ملتی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ اصل توفیق ہے جہاں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ کا مزا آتا ہے کہ مجھے پکارو مَیں تمہاری دعاؤں کو سنوں گا۔پس استقامت شرط ہے اور اللہ تعالیٰ کو تمام طاقتوں کا مالک سمجھتے ہوئے، اُسی کو ربّ سمجھتے ہوئے، اُس کے آگے جھکنا شرط ہے۔

پھر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ یہ دعا لوگوں کے تمام مراتب پر حاوی ہے، یعنی کسی بھی مرتبے کا آدمی ہو اُسے اس دعا کی ضرورت ہے۔آپ فرماتے ہیں:

پس خلاصہ یہ ہے کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ (الفاتحة:6) کی دعا انسان کو ہر کجی سے نجات دیتی ہے اور اس پر دینِ قویم کو واضح کرتی ہے اور اُس کو ویران گھر سے نکال کر پھلوں اور خوشبوؤں بھرے باغات میں لے جاتی ہے اور جو شخص بھی اس دعا میں زیادہ آہ وزاری کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو خیر و برکت میں بڑھاتا ہے۔دعا سے ہی نبیوں نے خدائے رحمان کی محبت حاصل کی اور اپنے آخری وقت تک ایک لحظہ کے لئے بھی دعا کو نہ چھوڑا اور کسی کے لئے مناسب نہیں کہ وہ اس دعا سے لاپرواہ ہو یا اس مقصد سے منہ پھیر لے، خواہ وہ نبی ہو یا رسولوں میں سے، کیونکہ رُشد اور ہدایت کے مراتب کبھی ختم نہیں ہوتے بلکہ وہ بے انتہا ہیں اور عقل و دانش کی نگاہیں اُن تک نہیں پہنچ سکتیں۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو یہ دعا سکھائی اور اُسے نماز کا مدار ٹھہرایا تا لوگ اُس کی ہدایت سے فائدہ اُٹھائیں اور اس کے ذریعہ توحید کو مکمل کریں اور (خدا تعالیٰ کے) وعدوں کو یاد رکھیں اور مشرکوں کے شرک سے نجات پاویں۔اس دعا کے کمالات میں سے ایک یہ ہے کہ وہ لوگوں کے تمام مراتب پر حاوی ہے اور ہر فرد پر بھی حاوی ہے۔وہ ایک غیر محدود دعا ہے جس کی کوئی حد بندی یا انتہا نہیں اور نہ اس کی کوئی غایت یا کنارہ ہے۔پس مبارک ہیں وہ لوگ جو خدا کے عارف بندوں کی طرح اس دعا پر مداومت اختیار کرتے ہیں، زخمی دلوں کے ساتھ جن سے خون بہتا ہے اور ایسی روحوں کے ساتھ جو زخموں پر صبر کرنے والی ہوں اور نفوسِ مطمئنہ کے ساتھ''۔(یعنی مستقل مزاجی کے ساتھ اور درد کے ساتھ اس دعا پر قائم رہتے ہیں)۔فرمایا'' یہ وہ دعا ہے جو ہر خیر، سلامتی، پختگی اور استقامت پر مشتمل ہے اور اس دعا میں ربّ العالمین کی طرف سے بڑی بشارتیں ہیں''۔

(کرامات الصادقین۔صفحہ 94-95۔بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ 233-234)

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔مَیں اس کا خلاصہ بیان کردوں کہ کیوں یہ سب مراتب کے لوگوں کے لئے ضروری ہے؟ اس لئے کہ انسان کو ہر قسم کے ٹیڑھے پن اور کجی سے یہ بچاتی ہے۔انسان کے راستے میں مختلف طریق سے ورغلانے کے لئے شیطان بیٹھا ہوا ہے اگر دل سے نکلی ہوئی اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ (الفاتحة:6) کی دعا ہو تو یہ دعا پھر شیطان کے حملوں سے بچاتی ہے۔اُن کو ایمان پر قائم رکھتی ہے۔آجکل جب دنیا مذہب سے دور ہو رہی ہے، یہ دعا بہت بڑی دعا ہے جو ایک انسان کو سیدھے راستے پر قائم رکھ سکتی ہے بشرطیکہ جیسا کہ پہلے مَیں بیان کرچکا ہوں کہ انسان مستقل مزاجی سے اللہ تعالیٰ سے مدد کا طالب رہے، بلکہ اگر خالص ہو کر کسی بھی مذہب سے تعلق رکھنے والا کوئی بھی شخص اگر اللہ تعالیٰ سے رہنمائی چاہے تو اللہ تعالیٰ صحیح دین کی طرف رہنمائی فرماتا ہے۔بلکہ لامذہبوں کی بھی رہنمائی فرماتا ہے۔اُن کے لئے بھی یہ ہدایت کا ذریعہ بن جاتی ہے بشرطیکہ نیت نیک ہو۔آپ نے فرمایا کہ:

''نبیوں نے خدائے رحمان کی محبت اس دعا کے ذریعہ سے حاصل کی ہے''۔

پس کسی بھی مرتبے کا انسان ہو، کوئی بھی شخص ہو جتنی زیادہ آہ وزاری سے یہ دعا مانگے گا خدا تعالیٰ اُس کو خیر و برکت میں بڑھائے گا۔پس ایک مومن کہلانے کا دعویٰ کرنے والے کے لئے یہ کسی طرح بھی مناسب نہیں کہ وہ اس دعا سے غفلت برتے بلکہ نبیوں اور رسولوں کے لئے بھی یہ دعا ضروری ہے کیونکہ رُشد و ہدایت کے مراتب اور معیار کبھی ختم نہیں ہوتے۔ہر انسان کا جس کا اللہ تعالیٰ سے تعلق ہے اُس کا رشد و ہدایت کا ایک مرتبہ ہے اور کیونکہ اللہ تعالیٰ کے انعامات کی کوئی حد نہیں اس لئے ہدایت کے اگلے مرحلوں کی تلاش بھی ایک مومن کے لئے ضروری ہے۔ایک جگہ پر پہنچ کر پھر اگلے مرحلے کو تلاش کرنا چاہئے اور اُس کی تلاش کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں دعا سکھائی ہے کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ (الفاتحة:6)۔

فرمایا کہ: توحید بھی اس دعا کے ذریعہ مکمل ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو پانے کے لئے، اُس کے بتائے ہوئے ہدایت کے راستوں پر چلنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے پاس ہی جایا جاتا ہے۔اُسی سے مدد مانگی جاتی ہے۔وہی ہے جو ہمیں ہدایت یافتوں میں رکھ سکتا ہے نہ کہ کوئی غیر۔پس یہ دعا ہر مرتبے کے انسان کے لئے ضروری ہے۔ہر اُس شخص کے لئے ضروری ہے جو خدا کی بتائی ہوئی ہدایت کی تلاش میں ہے اور اُس کے اعلیٰ مدارج حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔آپ نے فرمایا کہ ''حقیقی مومن وہی ہے جو مستقل مزاجی سے اور ایک درد کے ساتھ اس دعا کو کرنے والا ہے''۔

پس جب یہ دعا ہر مرتبہ کے لوگوں کے لئے ضروری ہے تو اس کی اہمیت بھی بہت زیادہ ہے۔اس اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں کہ:

''ساتویں صداقت جو سورۂ فاتحہ میں درج ہے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ (الفاتحة:6) ہے۔جس کے معنے یہ ہیں کہ ہم کو وہ راستہ دکھلا اور اس راہ پر ہم کو ثابت اور قائم کر کہ جو سیدھا ہے جس میں کسی نوع کی

کجی نہیں۔اس صداقت کی تفصیل یہ ہے کہ انسان کی حقیقی دعا یہی ہے کہ وہ خدا تک پہنچنے کا سیدھا راستہ طلب کرے کیونکہ ہر یک مطلوب کے حاصل کرنے کے لئے طبعی قاعدہ یہ ہے کہ ان وسائل کو حاصل کیا جائے جن کے ذریعہ سے وہ مطلب ملتا ہے اور خدا نے ہر یک امر کی تحصیل کے لئے یہی قانون قدرت ٹھہرا رکھا ہے کہ جو اس کے حصول کے وسائل ہیں وہ حاصل کئے جائیں اور جن راہوں پر چلنے سے وہ مطلب مل سکتا ہے وہ راہیں اختیار کی جائیں اور جب انسان صراط مستقیم پر ٹھیک ٹھیک قدم مارے اور جو حصول مطلب کی راہیں ہیں ان پر چلنا اختیار کرے تو پھر مطلب خود بخود حاصل ہو جاتا ہے لیکن ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کہ ان راہوں کے چھوڑ دینے سے جو کسی مطلب کے حصول کے لئے بطور وسائل کے ہیں یونہی مطلب حاصل ہو جائے بلکہ قدیم سے یہی قانون قدرت بندھا ہوا چلا آتا ہے کہ ہر یک مقصد کے حصول کے لئے ایک مقرری طریقہ ہے جب تک انسان اس طریقۂ مقررہ پر قدم نہیں مارتا تب تک وہ امر اس کو حاصل نہیں ہوتا۔ پس وہ شے جس کو محنت اور کوشش اور دعا اور تضرع سے حاصل کرنا چاہئے صراط مستقیم ہے۔ جو شخص صراط مستقیم کی طلب میں کوشش نہیں کرتا اور نہ اس کی کچھ پرواہ رکھتا ہے وہ خدا کے نزدیک ایک کج رو آدمی ہے اور اگر وہ خدا سے بہشت اور عالم ثانی کی راحتوں کا طالب ہو تو حکمت الٰہی اسے یہی جواب دیتی ہے کہ اے نادان اوّل صراط مستقیم کو طلب کر۔ پھر یہ سب کچھ تجھے آسانی سے مل جائے گا۔ سو سب دعاؤں سے مقدم دعا جس کی طالب حق کو اشد ضرورت ہے طلب صراط مستقیم ہے"۔ (براہین احمدیہ۔ حصہ چہارم۔ روحانی خزائن جلد اول حاشیہ نمبر 11 صفحہ 532 تا 537) (تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد اول صفحہ 234-235)

پھر صراطِ مستقیم کی روح اور حقیقت کو بیان فرماتے ہوئے اور یہ کہ ایک مومن کو صراطِ مستقیم کے کن معیاروں کے حصول کی کوشش کرنی چاہئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

"صراطِ مستقیم کی حقیقت جو دینِ قویم کے مدِ نظر ہے وہ یہ ہے کہ جب بندہ اپنے فضل و احسان والے خدا سے محبت کرنے لگے، اُس کی رضا پر راضی رہے۔ اپنی روح اور دل اُس کے سپرد کر دے اور اپنے آپ کو اُس خدا کو سونپ دے جس نے انسان کو پیدا کیا ہے۔ اُس کے علاوہ کسی اور سے دعا نہ کرے۔ اسی سے خاص محبت رکھے۔ اُسی سے مناجات کرے اور اُسی سے رحمت و شفقت مانگے۔ اپنی بے ہوشی سے ہوش میں آجائے۔ اپنی چال سیدھی کرے اور خدائے رحمان سے ڈرے۔ محبت الٰہی اُس کے رگ و ریشہ میں سرایت کر جائے۔ اللہ تعالیٰ اُس کی مدد کرے اور اُس کے یقین اور ایمان کو پختہ کرے۔ تب بندہ اپنے پورے دل، اپنی خواہشات، اپنی عقل، اپنے اعضاء اور اپنی زمین اور کھیتی باڑی سب کے ساتھ کلی طور پر اپنے ربّ کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور اس کے سوا سب سے منہ موڑ لیتا ہے۔ اُس کی نگاہ میں اپنے ربّ کے سوا اور کچھ بھی باقی نہیں رہ جاتا۔ وہ اپنے محبوب ہی کی پیروی کرتا ہے"۔

(ترجمہ عربی عبارت کرامات الصادقین۔ بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد اول صفحہ 238-239)

پس اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا جو ایک حقیقی مومن کو کرنی چاہئے اُس سے دنیا بھی ملتی ہے اور دین بھی مل جاتا ہے۔ فرمایا کہ اس کے لئے ایک کوشش کی ضرورت ہے۔ اپنی بیہوشیوں سے نکلنا پڑے گا۔ دین سے جو غفلت ہے یہ بیہوشی کی حالت ہے اس سے نکلو اور اس کی تلاش کرو۔ ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کی محبت اپنے دلوں میں پیدا کرو۔ جب یہ چیز ہو گی تو پھر تمہاری دنیا بھی دین بن جائے گی اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہر کام ہو رہا ہو گا۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ اسلامی ہدایت پر قائم رہنے کے لئے تین چیزیں ہیں جن کا ایک مسلمان کو خیال رکھنا چاہئے کیونکہ اس کے بغیر ہدایت مشکل ہے۔ یہی تین باتیں ہیں جو اس بات کی طرف رہنمائی کرتی ہیں کہ کونسی ہدایت ہے جو ایک مومن کو طلب کرنی چاہئے۔ اور اُس کو اپنانا چاہئے۔ فرمایا سب سے پہلی چیز "قرآنِ شریف جو کتاب اللہ ہے، جس سے بڑھ کر ہمارے پاس کوئی کلام قطعی اور یقینی نہیں وہ خدا کا کلام ہے۔ وہ شک اور ظن کی آلائشوں سے پاک ہے۔ دوسری سنّت (ہے)......اور سنّت سے مراد ہماری صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فعلی روش ہے جو اپنے اندر تواتر رکھتی ہے اور ابتدا سے قرآنِ شریف کے ساتھ ظاہر ہوئی اور ہمیشہ ساتھ ہی رہے گی۔ یا بہ تبدیلی الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں کہ قرآنِ شریف خدا تعالیٰ کا قول ہے اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل اور قدیم سے عادت اللہ یہی ہے کہ جب انبیاء علیہم السلام خدا کا قول لوگوں کی ہدایت کے لئے لاتے ہیں تو اپنے فعل سے یعنی عملی طور پر اس قول کی تفسیر کر دیتے ہیں۔" (اُن کے عمل جو ہیں خدا تعالیٰ کے حکموں کی تفسیر ہوتی ہے)۔ "تا اس قول کا سمجھنا لوگوں پر مشتبہ نہ رہے" (واضح ہو جائے ہر چیز) "اور اس قول پر آپ بھی عمل کرتے ہیں اور دوسروں سے بھی عمل کراتے ہیں (اور تیسری چیز) "تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہے اور حدیث سے مراد ہماری وہ آثار ہیں کہ جو قصوں کے رنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قریباً ڈیڑھ سو برس بعد مختلف راویوں کے ذریعوں سے جمع کئے گئے"۔ (ریویو بر مباحثہ بٹالوی چکڑالوی صفحہ 3-4۔ بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ 241-242)۔ (حدیثیں جو ہیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ڈیڑھ سو سال بعد، مختلف راویوں کے ذریعے سے جمع کی گئی تھیں اُس کی تیسری حیثیت ہے)۔ پس ان میں سے وہ جو قرآن اور سنت سے نہیں ٹکراتیں وہی صحیح احادیث ہیں اور ایک مومن کے لئے ہدایت کا ذریعہ ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اہلِ حدیث کی طرح ہم سنت اور حدیث کو ایک چیز نہیں سمجھتے۔ تو بہر حال یہ ایک تفصیلی لائحہ عمل ہے جو ایک مومن کی ہدایت کے لئے موجود ہے۔

جب بھی ہدایت کی دعا ایک مومن مانگے تو اُن چیزوں کو سامنے رکھے اور اُن کی تلاش میں رہے اور یہی پھر حقیقی ہدایت کی طرف رہنمائی کرے گی اور بندے کا خدا تعالیٰ سے تعلق بھی پختہ ہو گا۔

بعض لوگ پیروں فقیروں کے چکر میں پڑ جاتے ہیں۔ بعض دفعہ مجھے شکایتیں ملتی ہیں کہ غیروں کے زیرِ اثر بعض احمدی بھی پیروں سے، دوسروں سے، دعاؤں کی طرف زیادہ توجہ ہوتی ہے اور اپنی دعاؤں کی طرف کم توجہ ہوتی ہے یا جادو ٹونے پر یقین ہوتا ہے اس لئے اُس کو تڑوانے کے لئے دوسروں کے پاس جاتے ہیں اور بعض دفعہ غیروں کے پاس بھی چلے جاتے ہیں۔ بعض لوگوں میں جہالت اس حد تک ہے اور اپنے عملوں کی طرف توجہ نہیں ہے۔ دعاؤں کی طرف توجہ نہیں ہے۔ یہ چیز انتہائی غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ شکر ہے کہ چند ایک کے علاوہ شاید احمدیوں میں ایسے لوگ نہ ہوں ورنہ غیروں میں تو شرک کی انتہا ہوئی ہے اور پھر یہ لوگ اپنے آپ کو مومن اور مسلمان بھی سمجھتے ہیں۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسلام کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ:

"قرآنِ شریف میں اس کا نام استقامت رکھا ہے"۔ (یعنی اسلام کا نام استقامت رکھا ہے) "جیسا کہ وہ یہ دعا سکھلاتا ہے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ۔ یعنی ہمیں استقامت کی راہ پر قائم کر"۔ (استقامت وہ رستہ جس پر مستقل مزاجی سے انسان چلے اور ہدایت یافتہ ہو۔ تو آپ نے فرمایا کہ اس لئے اسلام کا نام اس حوالے سے قرآنِ کریم میں استقامت ہے)۔ اس کا ترجمہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں "یعنی ہمیں استقامت کی راہ پر قائم کر ان لوگوں کی راہ جنہوں نے تجھ سے انعام پایا اور جن پر آسمانی دروازے کھلے"۔ فرماتے ہیں کہ "واضح رہے کہ ہر ایک چیز کی وضع استقامت اس کی علت غائی پر نظر کر کے سمجھی جاتی ہے"۔ (اس کی وجہ، اصل وجہ جو ہے اُس پر غور کر کے سمجھی جاتی ہے)۔ "اور انسان کے وجود کی علّت غائی یہ ہے"۔ (انسان کے وجود کا مقصد کیا ہے؟) کہ "نوع انسان خدا کے لئے پیدا کی گئی ہے"۔ (انسان جو ہے وہ خدا تعالیٰ کے لئے پیدا کیا گیا ہے، اُس کی عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے)۔ "پس انسانی وضع استقامت یہ ہے کہ جیسا کہ وہ اطاعت ابدی کے لئے پیدا کیا گیا ہے ایسا ہی وہ درحقیقت خدا کے لئے ہو جائے۔ اور جب وہ اپنے تمام قویٰ سے خدا کے لئے ہو جائے گا تو بلاشبہ اس پر انعام نازل ہو گا جس کو دوسرے لفظوں میں پاک زندگی کہہ سکتے ہیں۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ جب آفتاب کی طرف کی کھڑکی کھولی جائے تو آفتاب کی شعاعیں ضرور کھڑکی کے اندر آ جاتی ہیں۔ ایسا ہی جب انسان خدا تعالیٰ کی طرف بالکل سیدھا ہو جائے اور اس میں اور خدا تعالیٰ میں کچھ حجاب نہ رہے تب فی الفور ایک نورانی شعلہ اس پر نازل ہوتا ہے اور اس کو منور کر دیتا ہے اور اس کی تمام اندرونی غلاظت دھو دیتا ہے۔ تب وہ ایک نیا انسان ہو جاتا ہے اور ایک بھاری تبدیلی اسکے اندر پیدا ہوتی ہے۔ تب کہا جاتا ہے کہ اس شخص کو پاک زندگی حاصل ہوئی۔ اس پاک زندگی کے پانے کا مقام یہی دنیا ہے۔ اسی کی طرف اللہ جل شانہ اس آیت میں اشارہ فرماتا ہے۔ مَنْ کَانَ فِیْ ھٰذِہٖٓ اَعْمٰی فَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ اَعْمٰی وَاَضَلُّ سَبِیْلًا (بنی اسرائیل:73)۔ یعنی جو شخص اس جہان میں اندھا رہا اور خدا کے دیکھنے کا اُس کو نور نہ ملا وہ اس جہان میں بھی اندھا ہی ہو گا"۔

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب۔ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 344-345)

پھر آپ اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ (الفاتحۃ:6) کی دعا کی قبولیت کے لئے کن پہلوؤں کو مدِ نظر رکھنا چاہئے، فرماتے ہیں کہ:

"اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ میں تمام مسلمانوں کو لازم ہے کہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ کا لحاظ رکھیں۔ کیونکہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ کو اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ پر مقدم رکھا ہے۔ پس پہلے عملی طور پر شکر کرنا چاہئے اور یہی مطلب اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ میں رکھا ہے"۔ عملی شکر جو ہے اُس کی تفسیر اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ہے یا اُس میں اس کی وضاحت آئی ہے۔ "یعنی دعا سے پہلے اسبابِ ظاہری کی نگہداشت ضروری طور پر کی جاوے اور پھر دعا کی طرف رجوع ہو۔ اولاً عقائد، اخلاق اور عادات کی اصلاح ہو پھر اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ"۔ (پہلے اپنے عقیدے درست کرو۔ بدعات اور غلط قسم کی جو چیزیں رواج پا گئی ہیں اُن کو چھوڑو۔ اُس عقیدے پر قائم ہو جو حقیقی اسلامی عقیدہ ہے پھر اپنے اخلاق بہتر کرو۔ اپنے عمل صحیح کرو۔ اُن کی اصلاح ہو جائے تو پھر اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا ہو۔ تب ہی اللہ تعالیٰ پھر اس کو قبول فرماتا ہے۔ فرمایا "اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا تعلیم کرنے میں اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ انسان تین پہلو ضرور مدِ نظر رکھے۔ اول اخلاقی حالت۔ دوئم حالتِ عقائد۔ سوئم اعمال کی حالت۔ مجموعی طور پر یوں کہو کہ انسان خداداد قوتوں کے ذریعہ سے اپنے حال کی اصلاح کرے پھر اللہ تعالیٰ سے مانگے"۔ (اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو طاقتیں دی ہیں، عقل ہے، شعور ہے، اُس کے ذریعے سے اپنی اصلاح کی کوشش کرے اور پھر اللہ تعالیٰ سے مانگے کہ جو مجھ میں تھا اُس کو تو استعمال کر رہا ہوں اب تُو مجھے ہدایت کی طرف لے کر آ، کیونکہ تیری مدد کے بغیر ہدایت نہیں مل سکتی)۔ "یہ مطلب نہیں کہ اصلاح کی صورت میں دعا نہ کرے"۔ (رپورٹ جلسہ سالانہ 1897ء صفحہ 148۔ بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ 266-267)۔ (اُس وقت بھی مانگتا رہے جب خود اپنے طور پر بھی کوشش کر رہا ہے تب بھی دعا ضروری ہے)۔ فرمایا کہ "اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ میں دعا انسان کی زبان، قلب اور فعل سے ہوتی ہے"۔ (یعنی زبان سے بھی اُس کا اظہار ہو رہا ہو، دل سے بھی اُس کا اظہار ہو رہا ہو اور انسان کے ہر عمل سے اُس کا اظہار ہو رہا ہو تبھی اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا حقیقی دعا بنے گی)۔

”اور جب انسان خدا سے نیک ہونے کی دعا کرے تو اُسے شرم آتی ہے مگر یہی ایک دعا ہے جو ان مشکلات کو دور کرتی ہے“۔ (جب انسان زبان سے اقرار کرے گا۔ دل بھی اُس کا اس طرف مائل ہوگا۔ کوشش بھی ہوگی تو ظاہر ہے پھر اس طرف توجہ بھی پیدا ہوگی کہ اللہ تعالیٰ سے اب مَیں مانگ رہا ہوں، تو اس شرم کے ساتھ کہ دوہرا عمل ہو جائے گا انسان ایک طرف دعا کے ساتھ کوشش کر رہا ہوگا اور جب دعا کر رہا ہوگا تو پھر دوبارہ ان چیزوں میں اپنی زبان کی درستی میں، اپنے دل کی درستی میں، اپنے عملوں کی درستگی میں کوشش کر رہا ہوگا اور اسے شرم آ رہی ہوگی کہ میں بغیر ان کی درستگی کے کس طرح اللہ تعالیٰ سے مانگوں کہ مجھے سیدھے رستے پر چلا)۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ: ”اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا دین اور دنیا کی ساری حاجتوں پر حاوی ہے۔ کیونکہ کسی امر میں جب تک صراطِ مستقیم نہ ملے کچھ نہیں بنتا“۔ یہ دعا صرف روحانی طور کے لئے ضروری نہیں ہے بلکہ دنیا کی حاجتوں کے لئے بھی اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا ضروری ہے۔ فرمایا کہ ”طبیب کو، زراعت کرنے والے کو، غرض ہر انسان کو ہر کام میں صراطِ مستقیم کی ضرورت ہے“۔ (کوئی زمیندار ہے، ڈاکٹر ہے یا کسی بھی پیشے کا کرنے والا ہے، اُس کو اپنے کام میں صراطِ مستقیم کی ضرورت ہے۔ اگر نہیں ہوگی تو اُس کے کام میں خرابی پیدا ہوگی)۔ فرماتے ہیں کہ ”بہترین دعا فاتحہ ہے کیونکہ وہ جامع دعا ہے۔ جب زمیندار کو زمینداری کا ڈھب آ جاوے گا تو وہ زمینداری کے صراطِ مستقیم پر پہنچ جاوے گا“۔ (اگر ایک زمیندار ہے اُس کو جب زمینداری کرنے کا صحیح طریق آئے گا تو تبھی وہ زمینداری کے صراطِ مستقیم پر پہنچے گا۔ ایک ڈاکٹر ہے جب وہ پورا کوالیفائی کر لیتا ہے، پڑھائی مکمل کر لیتا ہے، پھر مختلف جگہوں پر جو اُس کے ہاؤس جاب ہوتے ہیں وہ مکمل کرتا ہے۔ پھر بعض تجربہ کار ڈاکٹروں کے ساتھ کام کرتا ہے تو تبھی اُس کو صراطِ مستقیم کے جو مختلف مدارج ہیں حاصل ہوتے ہیں۔ اسی طرح دوسرے پیشے کے لوگ ہیں)۔ فرمایا کہ ”زمینداری کے صراطِ مستقیم پر پہنچ جاوے گا اور کامیاب ہو جاوے گا۔ اسی طرح تم خدا کے ملنے کی صراطِ مستقیم تلاش کرو“۔ (خدا کے ملنے کی بھی صراطِ مستقیم تلاش کرو۔ اس کے لئے بھی پہلے کوشش کرو اور پھر دعا کرو)۔ ”اور دعا کرو کہ یا الٰہی! مَیں ایک تیرا گناہگار بندہ ہوں اور افتادہ ہوں، میری رہنمائی کر، ادنیٰ اور اعلیٰ سب حاجتیں بغیر شرم کے خدا سے مانگو کہ اصل مُعطی وہی ہے۔ بہت نیک وہی ہے جو بہت دعا کرتا ہے“۔ اصل نیکی یہی ہے کہ بہت دعا کرو۔ پس جیسا کہ مَیں نے کہا نہ تو کسی پریشانی کے دُور کرنے کے لئے کسی جادو ٹونے کو زائل کرنے والے کی ضرورت ہے نہ دعاؤں کی قبولیت کے لئے کہیں پیروں فقیروں کی قبروں پر جانے کی ضرورت ہے۔ خالص ہو کر اپنی حالتوں کی درستی کرتے ہوئے اگر بندہ خدا تعالیٰ کے آگے جھکے تو وہی ہے جو انسان کی تمام حاجتیں پوری کرنے والا ہے)۔

پھر آپ فرماتے ہیں: ”نماز کا جو مومن کی معراج ہے مقصود یہی ہے، اس میں دعا کی جاوے اور اسی لئے اُمّ الادعیہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ دعا مانگی جاتی ہے“۔ آپ فرماتے ہیں کہ نماز میں خالص ہو کر یہ دعا مانگو اور اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ جو ہے وہ دعاؤں کی ماں ہے۔ نماز معراج ہے دعاؤں کی اور اس میں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا دعاؤں کی ماں ہے۔ اور یہ مانگو تو اللہ تعالیٰ اپنے فضلوں کے دروازے کھولتا ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ: ”انسانی زندگی کا مقصد اور غرض صراطِ مستقیم پر چلنا اور اس کی طلب ہے“۔ (یہ مقصد اور غرض ہے جو ہر انسان کو، ہر مومن کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے)۔ ”جس کو اس سورۃ میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے، اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِم (الفاتحۃ:6-7)۔ یا اللہ ہم کو سیدھی راہ دکھا۔ اُن لوگوں کی جن پر تیرا انعام ہوا۔ یہ وہ دعا ہے جو ہر وقت ہر نماز اور ہر رکعت میں مانگی جاتی ہے۔ اس قدر اس کا تکرار ہی اس کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے“۔

فرمایا: ”ہماری جماعت یاد رکھے کہ یہ معمولی سی بات نہیں ہے اور صرف زبان سے طوطے کی طرح ان الفاظ کا رَٹ دینا اصل مقصود نہیں ہے بلکہ یہ انسان کو انسانِ کامل بنانے کا ایک کارگر اور خطا نہ کرنے والا نسخہ ہے جسے ہر وقت نصب العین رکھنا چاہئے اور تعویذ کی طرح مدِ نظر رہے۔ اس آیت میں چار قسم کے کمالات کے حاصل کرنے کی التجا ہے۔ اگر یہ ان چار قسم کے کمالات کو حاصل کرے گا تو گویا دعا مانگنے اور خلقِ انسانی کے حق کو ادا کرے گا۔ اور ان استعدادوں اور قویٰ کے بھی کام میں لانے کا حق ادا ہو جائے گا جو اِس کو دی گئی ہیں“۔ (صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِم (الفاتحۃ:6) میں جو چار معیار ہیں، وہ معیار یہ ہیں: نبی ہے، صدیق ہے، شہید ہے اور صالح)۔ پھر آگے فرماتے ہیں کہ ”مَیں یہ بھی تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ بہت سے لوگ ہیں جو اپنے تراشے ہوئے وظائف اور اوراد کے ذریعہ سے ان کمالات کو حاصل کرنا چاہتے ہیں لیکن مَیں تمہیں کہتا ہوں کہ جو طریق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار نہیں کیا وہ محض فضول ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر منعم علیہ کی راہ کا سچا تجربہ کار اور کون ہو سکتا ہے جن پر نبوت کے بھی سارے کمالات ختم ہو گئے۔ آپ نے جو راہ اختیار کیا ہے وہ بہت ہی صحیح اور اقرب ہے۔ اس راہ کو چھوڑ کر اَور ایجاد کرنا خواہ وہ بظاہر کتنا ہی خوش کرنے والا معلوم ہوتا ہو میری رائے میں ہلاکت ہے اور خدا تعالیٰ نے مجھ پر ایسا ہی ظاہر کیا ہے...... غرض مُنْعَم عَلَیْھِم لوگوں میں جو کمالات ہیں اور صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِم میں جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے، اُن کو حاصل کرنا ہر انسان کا اصل مقصد ہے اور ہماری جماعت کو خصوصیت سے اس طرف متوجہ ہونا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کے قائم کرنے سے یہی چاہا ہے کہ وہ ایسی جماعت تیار کرے جیسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار کی تھی تا کہ اس آخری زمانہ میں یہ جماعت قرآنِ شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور عظمت پر بطور گواہ ٹھہرے“۔

(الحکم 31/مارچ 1905ء صفحہ 5-6۔ بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ 287-288)

پھر آپ نے فرمایا کہ: ”یقیناً جانو کہ اللہ تعالیٰ اُس وقت تک راضی نہیں ہوگا اور نہ کوئی شخص اُس تک پہنچ سکتا ہے جب تک صراطِ مستقیم پر نہ چلے۔ وہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کو شناخت کرے اور اُن راہوں اور ہدایتوں پر عمل درآمد کرے جو اُس کی مرضی اور منشاء کے موافق ہیں“۔ فرمایا کہ ”جب یہ ضروری ہے تو انسان کو چاہئے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھے“۔

پھر اس دعا کی وسعت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ”دعا کے بارہ میں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں یہ دعا سکھلائی ہے۔ یعنی اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِم ۔ اس میں تین لحاظ رکھنے چاہئیں۔ (1) ایک یہ کہ تمام بنی نوع کو اس میں شریک رکھے“ (جب یہ دعا کر رہے ہو تو کُل انسانیت کو اس میں شریک کرو کہ اللہ تعالیٰ اُن کو بھی صراطِ مستقیم پر چلائے اور ہدایت دے اور اُن کو بھی انعامات میں شامل کرے)۔ (پھر دوسرے نمبر پر) ”(2) تمام مسلمانوں کو بھی شامل کرو“۔ (پھر) ”(3) تیسرے اُن حاضرین کو جو جماعتِ نماز میں داخل ہیں“ (جو مسجد میں تمہارے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں اُن کو بھی اپنے ساتھ اس دعا میں شامل کرو)۔ فرمایا ”پس اس طرح کی نیت سے کُل نوعِ انسان اس میں داخل ہوں گے اور یہی منشاء خدا تعالیٰ کا ہے کیونکہ اس سے پہلے اسی سورت میں اس نے اپنا نام ربّ العالمین رکھا ہے جو عام ہمدردی کی ترغیب دیتا ہے جس میں حیوانات بھی داخل ہیں۔ پھر اپنا نام رحمان رکھا ہے اور یہ نام نوعِ انسان کی ہمدردی کی ترغیب دیتا ہے کیونکہ یہ رحمت انسانوں سے خاص ہے اور پھر اپنا نام رحیم رکھا ہے اور یہ نام مؤمنوں کی ہمدردی کی ترغیب دیتا ہے کیونکہ رحیم کا لفظ مؤمنوں سے خاص ہے۔ اور پھر اپنا نام مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْن رکھا ہے۔ اور یہ نام جماعتِ موجودہ کی ہمدردی کی ترغیب دیتا ہے کیونکہ یَوْمِ الدِّیْن وہ دن ہے جس میں خدا تعالیٰ کے سامنے جماعتیں حاضر ہوں گی۔ سو اسی تفصیل کے لحاظ سے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا ہے۔ پس اس قرینے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دعا میں تمام نوعِ انسانی کی ہمدردی داخل ہے اور اسلام کا اصول یہی ہے کہ سب کا خیر خواہ ہو“۔ (الحکم 29/اکتوبر 1898ء۔ صفحہ 4 بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ 290-291)۔ فرمایا ”آیت اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ میں اشارہ ہے اور اس امر پر ترغیب دلائی گئی ہے کہ صحیح معرفت کے لئے دعا کی جاوے۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں تعلیم دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ اپنی صفات کی ماہیت تمہیں دکھائے اور تمہیں شکرگزار بندوں میں سے بناوے کیونکہ پہلی قومیں اللہ تعالیٰ کی صفات، اُس کے انعامات اور اُس کی خوشنودی کی معرفت سے اندھا ہونے کے بعد ہی گمراہ ہوئی ہیں۔ انہوں نے اپنی زندگی کے دن ایسے اعمال میں ضائع کر دیئے جن اعمال نے انہیں گناہوں میں اور بھی آگے بڑھا دیا۔ پس اُن پر خدا کا غضب نازل ہوا اور اُن پر خواری مسلط کر دی گئی اور وہ ہلاک ہونے والوں میں شامل ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِم میں اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ سیاقِ کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا غضب اُنہی لوگوں کا رُخ کرتا ہے جن پر اُس غضب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے انعام کئے ہوں“۔ (یہ بڑی غور کرنے والی چیز ہے۔ فرمایا غضب اُنہی پر ہوتا ہے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کئے ہوں۔ پس اگر انسان سمجھے کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کے اتنے انعامات ہیں تو اُس کو بہت زیادہ ڈر کے رہنا چاہئے۔) فرمایا: ”پس اس آیت میں مَغْضُوْبِ عَلَیْھِم سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے اُن نعمتوں اور برکتوں کے بارہ میں جو اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر اُنہیں پر نازل فرمائی تھیں اُس (کے احکام) کی نافرمانی کی۔ اپنی خواہشات کی پیروی کی اور انعام کرنے والے خدا اور اُس کے حق کو بھول گئے اور منکروں میں شامل ہو گئے۔ اسی طرح ضَآلِّیْن سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے صحیح رستہ پر چلنے کا ارادہ تو کیا لیکن صحیح علوم، روشن اور حقیقی معارف اور محفوظ رکھنے والی اور توفیق بخشنے والی دعائیں اُن کے شاملِ حال نہ ہوئیں بلکہ اُن پر توہمات غالب آ گئے اور وہ اُن کی طرف جھک گئے“۔ (جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ آجکل بعض مسلمانوں کا بھی یہی حال ہے)۔ فرمایا کہ ”(اپنے صحیح) راستوں سے بھٹک گئے اور سچے مشرب کو بھول گئے۔ پس وہ گمراہ ہو گئے اور انہوں نے اپنے افکار کو واضح اور کھلی سچائی کی چراگاہوں میں نہیں چھوڑا اور اُن کے افکار، اُن کی عقلوں اور نظروں پر تعجب ہے کہ اُنہوں نے خدا تعالیٰ اور اُس کی مخلوق پر وہ کچھ جائز قرار دے دیا جس کو فطرتِ صحیحہ اور قلبی انوار ہرگز قبول نہیں کرتے۔ وہ نہیں جانتے کہ شریعتیں (دراصل) طبائع کی (بطورِ علاج) خدمت کرتی ہیں اور طبیبِ طبیعت کا معاون ہوتا ہے نہ اُس کا مخالف۔ پس افسوس ہے کہ یہ لوگ صادقوں کی راہ سے کتنے غافل ہیں“۔

(ترجمہ عربی عبارت کرامات الصادقین۔ بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اول صفحہ 323 تا 325)

یہ بھی کرامات الصادقین کا عربی ترجمہ ہے۔ پس یہ لوگ جو اس زمانہ کے امام کو نہیں مان رہے، حضرت مسیح موعودؑ کو نہیں مان رہے وہ بھی بھٹکے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں خالص ہو کر اپنے حضور دعا کرنے والا بنائے۔ اُن لوگوں میں سے کبھی نہ بنائے جو ہدایت کے بعد پھر اللہ تعالیٰ کے غضب کے مورد بنتے ہیں۔ گمراہ ہو کر اپنی دنیا و عاقبت برباد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی صحیح معرفت عطا فرمائے اور ہمیشہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ پر چلتا رکھے۔ اس رمضان کو ہمارے لئے اپنے جاری فضلوں اور ہدایت میں ترقی کرنے کا ذریعہ بنائے۔ ہمیشہ ہم اُس کے آگے جھکنے والے رہیں۔

بقیہ: رپورٹ جلسہ سالانہ از صفحہ نمبر 2

حضورؑ کی اپنی اعلیٰ مثال یہ تھی کہ مرض الموت میں بھی آپ پر جب بار بار غشی آتی، تو افاقہ ہونے پر یہ دریافت فرماتے کہ ’کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے؟‘ اس کے بعد آپ نیت باندھتے اور نماز شروع کرتے، مگر پھر آپؑ پر بیہوشی چھا جاتی۔

وہ اعلیٰ معیار جو حیا و عصمت کا حضورؑ نے قائم فرمایا، جو کہ آپؑ اپنی جماعت میں بھی دیکھنا چاہتے تھے، اس کی مثال سیالکوٹ میں ملازمت کے عرصہ میں ملتی ہے۔ روایت کرنے والے بتاتے ہیں کہ گلیوں میں پھرتے وقت حضورؑ اپنے عمامہ کے شملہ کو منہ کے سامنے رکھتے تاکہ کسی نامحرم پر نظر نہ پڑے، نیز اپنے مکان کے دروازہ کی کنڈی لگاتے وقت پیچھے نہ مڑتے۔

مکرم شیخ مظفر احمد صاحب نے اپنی تقریر میں بتایا کہ تقویٰ کی زینت حلیمی، مسکینی اور انکساری ہے۔ اور یہی صفات ایک حقیقی احمدی میں ہونے چاہئے ہیں۔ نیز کہ ہر احمدی سادہ زندگی گزارے۔ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب (حضرت مسیح موعودؑ کے سب سے بڑے فرزند) فرماتے ہیں کہ ’والد صاحب نے اپنی زندگی مغلوں کے طور پر نہیں بلکہ درویشانہ طور پر گزاری ہے۔‘

اپنی تقریر کے آخر پر مکرم شیخ مظفر احمد صاحب نے بتایا کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطابات میں جماعت کی تربیت کی خاطر بار بار نصائح فرما رہے ہیں کہ احمدیت کی ترقی اور احباب جماعت میں گوناگوں اضافہ کی باعث طبعی طور پر کمزوریاں بھی ظاہر ہو رہی ہیں۔ حضور کی نصائح ایک وسیع ہونے والے حصن کی قلعہ بندی کے مترادف ہے۔

اس تقریر کے بعد مکرم عبد المنعم صاحب نے کلامِ محمود میں سے ایک نظم پیش کی جس کا پہلا مصرعہ یہ ہے ’یار و مسیح وقت کہ تھی جن کی انتظار‘۔

جلسہ کے چوتھے اجلاس کی تیسری تقریر مولانا عطاء المجیب راشد صاحب، مبلغ انچارج برطانیہ کی تھی جس کا عنوان تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات پر اعتراضات کے جوابات۔

مکرم امام صاحب نے تقریر کے شروع میں سورۃ التوبہ کی آیت 32 کی تلاوت کی جس کا اردو ترجمہ ہے: ’وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے مونہوں سے بجھا دیں۔ اور اللہ (ہر دوسری بات) رد کرتا ہے سوائے اس کے کہ اپنے نور کو مکمل کر دے خواہ کافر کیسا ہی ناپسند کریں۔‘

مکرم امام صاحب نے بتایا کہ دنیا میں جب کبھی فساد واقع ہو جاتا ہے، اس وقت اللہ تعالیٰ رسول مبعوث کرتا ہے۔ اور اہل دنیا ہمیشہ اس کا انکار کرتے ہیں۔ اسی طرح حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ساتھ سلوک کیا گیا۔ اور حضورؑ کے حین حیات میں ہی اعتراضات کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ ان اعتراضات کے جوابات حضورؑ اپنی تحریرات میں ساتھ ساتھ دیتے رہے۔ بعد میں آنے والے مخالفین انہی اعتراضات کو نئے نئے پیرایوں میں پیش کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اور وہ اپنے بیجا طریق کے ذریعہ سے اس وعید کا موجب بن رہے ہیں جو کہ آنحضرتؐ کی زبانی ہم تک پہنچی، یعنی کہ آخری زمانہ کے علماء اس وقت آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔

اسی طرح حضرت شیخ ابن عربی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب فتوحات مکیہ میں لکھا ہے کہ جب مسیح ظاہر ہو گا تو اس کے مخالف اکابرین علماء ہوں گے۔

مولانا عطاء المجیب راشد صاحب نے اپنی تقریر میں بعض ایسے اعتراضات کا انتخاب کیا جو عموماً مخالفین کی طرف سے اٹھائے جاتے ہیں ان میں سے بعض کا مختصراً ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

ایک اعتراض یہ اٹھایا جاتا ہے کہ چونکہ حضورؑ کی ذات پر بیشمار اعتراضات کئے گئے لہذا آپؑ سچے نہیں ہو سکتے۔ اس کے جواب میں مکرم امام صاحب نے بتایا کہ پچھلے تمام انبیاء کرام پر ویسے ہی اعتراضات کئے گئے، لہذا ان اعتراضات کا ہونا حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا ثبوت ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ’مَیں بار بار کہتا ہوں کہ اگر یہ تمام مخالف مشرق اور مغرب کے جمع ہو جاویں تو میرے پر کوئی ایسا اعتراض نہیں کر سکتے کہ جس اعتراض میں گزشتہ نبیوں میں سے کوئی نبی شریک نہ ہو۔‘ (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 575)

دیکھا گیا ہے کہ مخالفین کو جب دلائل کی رو سے کافی و شافی جواب دیا جاتا ہے تو وہ جواب سے عاجز آ کر حضرت مسیح موعودؑ کی ذات پر اعتراضات کرنے لگتے ہیں۔ حضورؑ کی تحریرات کو سیاق و سباق سے الگ کر کے پیش کرتے ہیں۔ اور خود ساختہ معیار نبوت بنا کر انہیں پیش کرتے ہیں۔

ایک اعتراض جو مخالفین کی طرف سے کیا جاتا ہے یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ملازمت کی۔ اس کے جواب میں مکرم امام صاحب نے بتایا کہ یہ بھی ایک خود ساختہ معیار ہے جس کی بنیاد قرآن و حدیث میں نہیں ملتی۔ بلکہ قرآن کریم اس کے برعکس ہمیں بتاتا ہے کہ حضرت یوسفؑ نے ملازمت کی۔ اسی طرح حضرت موسیٰؑ نے آٹھ سال گلہ بانی کرنے کا معاہدہ اپنے خسر کے ساتھ کیا اور اسے پورا کیا۔ اور سب سے بڑھ کر حضرت رسول کریمؐ کی مثال ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ بچپن میں آپؐ قریش کی بھیڑوں کو کچھ قراریط کے عوض میں چرایا کرتے تھے۔

جہاں تک حضرت مسیح موعودؑ کی ملازمت کا سوال ہے تو یہ آپ نے اپنے والد کے حکم پر دنیا سے بیزاری رکھتے ہوئے اختیار کی، اور جب والد صاحب کا حکم ہوا کہ اسے چھوڑ کر واپس آ جاؤ تو آپؑ فوراً آ گئے۔

پھر مخالفین کی طرف سے یہ اعتراض بھی کیا جاتا ہے کہ نبی کسی کا شاگرد نہیں ہوتا۔ مگر مرزا صاحب خود لکھتے ہیں کہ انکے بعض اساتذہ تھے۔ اس کے جواب میں مکرم امام صاحب نے بتایا کہ یہ مفروضہ ہی غلط ہے۔ آنحضرتؐ کی ذات بابرکات کا یہ امتیازی وصف ہے کہ آپؐ امی تھے۔ یہ مخالفین احمدیت کا ظلم ہے کہ ایسے اعتراضات کے ساتھ وہ اس امتیاز کو مٹانا چاہتے ہیں۔

مزید برآں یہ کہ دیگر انبیاء کے بارہ میں تاریخ بتاتی ہے کہ انہوں نے تعلیم حاصل کی۔ حضرت عیسیٰؑ نے یہودی علماء سے توریت کی تعلیم حاصل کی۔ حضرت اسماعیلؑ نے جرہم قبیلہ سے عربی زبان سیکھی۔ تفاسیر میں لکھا ہے کہ حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ نے بھی تعلیم حاصل کی۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے باقاعدہ کسی مدرسہ میں تعلیم حاصل نہیں کی۔ اور جہاں تک روحانی علوم و معارف کا تعلق ہے تو اس میں آپؑ کا کوئی دنیاوی استاد موجود نہیں۔ بلکہ آپ فرماتے ہیں:

دگر استاد را نامے نہ دانم　　　　که خواندم در دبستان محمدؐ

پھر حضرت اقدسؑ پر یہ بھی اعتراض کیا جاتا ہے کہ آپؑ نے فریضہ حج ادا نہیں کرنا ارکان اسلام میں داخل ہے۔ اور اس حکم کی تعمیل میں احمدی حج کرتے بھی ہیں۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کے دو خلفاء نے بھی اس فریضہ کو ادا کیا ہے۔ لیکن شریعت کی رو سے یہ فریضہ مشروط ہے۔ قرآن کریم میں آتا ہے کہ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا۔ اس سے مراد ہے کہ مثلاً راستہ خوف سے خالی ہو، صحت میسر ہو، وسائل موجود ہوں۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ حضورؑ پر قتل کے فتوے جاری کئے گئے تھے۔ اور آپ کو بہت سے عوارض لاحق تھے۔ جس کی وجہ سے آپؑ کی ذات میں یہ شرائط پوری نہیں ہو رہی تھیں۔

امام صاحب نے بتایا کہ جب کفار مکہ نے مسلمانوں کو حدیبیہ کے مقام پر عمرہ کرنے سے روک دیا، تو آنحضرتؐ نے زبردستی اس عبادت کو بجا لانے کی کوشش نہ کی۔ بلکہ آپؐ واپس مدینہ لوٹ آئے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے حاجی احمد اللہ صاحب نے حج بدل ادا کیا۔ لہذا یہ اعتراض ہر لحاظ سے باطل ٹھہرتا ہے۔

الزامی جواب کے طور پر اگر معترضین سے پوچھا جائے کہ اگر کوئی غیر مسلم ان سے پوچھے کہ آنحضرتؐ نے زکوٰۃ کیوں نہیں ادا کی، تو وہ اس کا کیا جواب دیں گے؟ یہی نہ کہ آنحضرتؐ اتنے سخی اور فیاض تھے کہ آپؐ کبھی صاحب نصاب نہیں ہوئے۔ اور اسی قسم کا جواب ہم حضرت مسیح موعودؑ کے حج نہ کرنے کی وجہ بیان کرتے ہیں۔

مکرم امام صاحب نے اپنی تقریر کے آخر پر اس مضمون پر اصولی بحث پیش کی اور مخالفین احمدیت سے پوچھا کہ کیا وہ شخص جو تمہاری نظر میں معیوب ہے، خدا تعالیٰ کی نگاہ میں ویسا ہی تھا؟ اللہ تعالیٰ کی تائیدات بالآخر کس کے ساتھ رہیں؟ انجام کار کون جیتا اور کون ہارا؟ حضرت مسیح موعودؑ کو الہاماً اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ ’مَیں تجھے عزت و اکرام دونگا‘، ’مَیں تجھے زمین کے کناروں تک شہرت دونگا‘، ’بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے‘۔ ان تمام الہامات کا پورا ہونا دنیا نے دیکھ لیا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

اس قدر نصرت کہاں ہوتی ہے اک کذّاب کی　　　　کیا تمہیں کچھ ڈر نہیں ہے کرتے ہو بڑھ بڑھ کے وار

آخر پر مکرم امام صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پیش کیا، جس میں حضورؑ نے ذکر فرمایا ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کے مامور کی مخالفت کرتا ہے، وہ بالآخر ضرور پکڑا جاتا ہے۔

چوتھی تقریر مکرم رفیق احمد حیات صاحب، امیر جماعت احمدیہ یوکے کی تھی جس کا عنوان تھا ’سیرت حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ‘۔ آپ نے اپنی تقریر میں حضرت چوہدری صاحبؓ کی دینی خدمات کے ساتھ ساتھ ان اعزازات اور عہدوں کا تفصیل سے ذکر کیا جن کا تعلق حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی دنیاوی زندگی سے تھا۔ آپ ان عظیم ہستیوں میں سے ہیں جنہوں نے اپنے عمل سے پاکستان کی تاریخ لکھی۔

امیر صاحب نے بتایا کہ ان کی ذاتی واقفیت حضرت چوہدری صاحب سے اس زمانہ سے ہے جبکہ آپؓ ہالینڈ سے یوکے کا سفر کیا کرتے تھے۔ اور اس وقت آپؓ خاص طور پر نوجوانوں کی تربیت پر زور دیا کرتے، ان کی قرآن کلاس لیا کرتے اور انہیں ہمدردی کے ساتھ پیش آنے کی تلقین کیا کرتے تھے۔ آپؓ کی طبیعت نہایت سادہ تھی، اور آپؓ سادہ لوگوں کو ہی پسند فرماتے۔ حضرت چوہدری صاحبؓ کا خلافت کے ساتھ وفا کا گہرا تعلق تھا۔ کوئی کام بغیر خلیفۂ وقت کے ساتھ مشورہ کرنے کے نہ کرتے اسی طرح نظام جماعت کی اطاعت میں بھی آپؓ نمایاں تھے۔ حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی زندگی نہایت فعال تھی، اور آپؓ نے مسلسل بالخصوص مسلمانوں کی بہبودی کیلئے جہدِ بلیغ کی۔

عالمگیر بیعت

جلسہ سالانہ کے تیسرے روز دوپہر ایک بجے عالمگیر بیعت کی تقریبِ سعید منعقد ہوئی۔ عالمگیر بیعت کا سلسلہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے 1993ء میں شروع فرمایا تھا۔ اس لحاظ سے امسال 19ویں عالمگیر بیعت تھی۔ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تشریف آوری سے قبل حاضرین جلسہ کو ضروری ہدایات دی گئیں اور ایک خاص نظم و ضبط کے ساتھ بٹھایا گیا۔ حضور انور کے سامنے پانچ لمبی قطاریں تھیں جن میں دنیا بھر کے ممالک سے آئے ہوئے امراء، مبلغین اور مرکزِ سلسلہ ربوہ و قادیان سے تشریف لانے والے بزرگانِ سلسلہ تھے۔ سارے جلسہ گاہ میں بیٹھے ہوئے تمام افراد ایک دوسرے کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر ایک دوسرے سے منسلک تھے۔ اس طرح ہر شخص خلیفہ وقت کے ساتھ ایک رشتہ میں منسلک تھا اور حضور انور کے دست مبارک پر بیعت کی توفیق پا رہا تھا۔ اسی طرح MTA کے ذریعہ دنیا بھر کے احمدی اپنے پیارے امام سے بیعت کی سعادت حاصل کر رہے تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سبز رنگ کا کوٹ پہن کر تشریف لائے اور بیعت لینے سے پہلے بتایا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے 4 لاکھ 80 ہزار سے زائد افراد بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے ہیں جن کا تعلق 124 ممالک کی 392 قوموں سے ہے۔ اس کے بعد حضور انور نے بیعت کے الفاظ دہرائے۔ مختلف زبانوں کے ترجمانوں نے بھی اپنی اپنی زبان میں عربی الفاظ کا ترجمہ دہرایا۔ یہ بہت ہی ایمان افروز، رقت آمیز اور دلوں کو سوز و گداز سے لبریز کر دینے والا منظر تھا۔ بیعت کے بعد حضور انور کی اقتداء میں تمام حاضرین نے سجدہ شکر ادا کیا اور پُرسوز دعا کے ساتھ یہ تقریب مکمل ہوئی۔ بیعت کی تقریب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتداء میں نمازِ ظہر و عصر باجماعت ادا کی گئیں اس کے بعد وقفہ برائے طعام ہوا۔

(باقی آئندہ)

امداد طلباء

پسماندہ ممالک میں بہت سے والدین مالی وسائل کی کمی کی وجہ سے اپنے بچوں کو تعلیم نہیں دلا سکتے۔ ایسے مستحقین کے لئے جماعت میں ’’امداد طلباء‘‘ کے نام سے فنڈ قائم ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اس فنڈ میں سے مستحق طلباء کی مدد کی جاتی ہے۔ اس وقت دنیا کے مختلف ممالک کے ہزاروں طلباء اس فنڈ سے استفادہ کر رہے ہیں۔

جو مخیّر احباب اس کار خیر میں حصہ لینا چاہیں وہ احمدیہ مسلم جماعت (AMJ) کے نام اپنے چیکس / رقوم براہ راست یا اپنی جماعت کی معرفت وکالت مال لندن کو بھجوا سکتے ہیں۔

(ایڈیشنل وکیل المال لندن)

بقیہ:رپورٹ دورہ جرمنی از صفحہ نمبر 16

پر یہ احسان کیا کہ ہمیں اُس زمانے میں پیدا کیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق اور آخری زمانے کے امام کو بھیجا جنہوں نے پھر خدا تعالیٰ کے پیغام کو ہم تک کھول کر پہنچایا۔ پس ہمارا فرض ہے کہ اس امام کے کامل فرمانبردار بنتے ہوئے اُس کی پوری اطاعت کریں۔ کامل فرمانبرداری کی کوشش کریں کیونکہ اس کی فرمانبرداری میں ہی اللہ کے رسول اور اللہ کی فرمانبرداری ہے۔ وہ عمل ہمارے سے ہوں جو ہمارا امام ہم سے چاہتا ہے۔ گزشتہ مذاہب میں برائیاں اس لئے جڑ پکڑ گئی تھیں کہ اُن میں تقویٰ کی کمی ہوگئی تھی اور پھر وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے مورد بنتے چلے گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو بھی یہ تنبیہ کی ہے، یہ وارننگ (warning) دی ہے کہ بگڑے ہوئے زمانہ میں جب تقویٰ کی کمی ہوگی تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مسیح موعود کو بھیجے گا جو امام الزمان ہوگا، اُسے مان لینا تاکہ تقویٰ کی راہوں پر چلتے رہو، ورنہ جیسا پہلی قوموں کا حال ہوا ہے تمہارا بھی ہوسکتا ہے اور ہو جائے گا۔ بیشک اسلام نے اب تا قیامت قائم رہنا ہے لیکن حقیقی مسلمان اور تقویٰ پر چلنے والے وہی ہوں گے جو اس زمانے کے امام کے ساتھ جڑنے والے ہوں گے۔

پس یہاں اللہ تعالیٰ نے جہاں یہ تنبیہ فرمائی کہ اگر تم نے احتیاط نہ کی، تقویٰ کا حق ادا نہ کیا، اللہ تعالیٰ کی رضا کو تلاش نہ کیا تو خدا تعالیٰ کی سزا کے مورد بن سکتے ہو۔ وہاں ایک تسلی بھی دلائی کہ اگر تقویٰ کا حق ادا کرتے رہو گے یا ادا کرنے کی کوشش کرتے رہو گے تو اللہ تعالیٰ کے انعامات کے وارث بھی بنو گے۔ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۔اور ہرگز نہ مرو مگر اس حالت میں کہ تم فرمانبردار ہو۔ اس کا یہی مطلب ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر تقویٰ کی تلاش میں لگے رہے، اپنی طبیعتوں پر جبر کرکے اپنی اصلاح کی کوشش کرتے رہے تو ایسی حالت کی موت بھی اللہ کا قرب دلانے والی ہوگی۔ اور جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ موت کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے، یہ کامل فرمانبرداری کی تلاش اور جستجو اور کوشش اگر حقیقت میں ہوگی تو خدا تعالیٰ جو دلوں کا حال جانتا ہے وہ اپنے بندوں پر رحم اور فضل کرتے ہوئے اُنہیں نیک بندوں میں شمار کر لیتا ہے جو تقویٰ پر چلنے والے ہوتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ کے رحم سے یہ بھی بعید نہیں کہ ایک مسلمان جو مسلسل کوشش کرتا ہے اُس کی موت ہی اللہ تعالیٰ اُس وقت لائے جب تقویٰ کے اعلیٰ مدارج پر پہنچ چکا ہو یا اُس کے قریب ہو۔ غرض کہ اصل چیز نیت ہے۔ ایک کوشش ہے اور دعا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہر کوشش اور عمل ہو رہا ہے تو اللہ تعالیٰ موت کے وقت ایسے مومن کے لئے ایسے حالات پیدا فرما دیتا ہے جو اسے اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار بنانے والے ہوتے ہیں۔ پس اس کے حصول کے لئے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے دعا اور کوشش ایک مومن کی پہچان ہے۔

پس مَیں بار بار جب اس طرف توجہ دلاتا ہوں تو اسی لئے کہ یہ بہت اہم چیز ہے۔ ہمیں اس کے حصول کی کوشش کرنی چاہئے۔ ہم جو اُس امام کے ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں، ہمیں اس بات پر خوش نہیں ہو جانا چاہئے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر زمانے کے امام کو مان لیا ہے، اُس کی بیعت میں شامل ہوگئے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے باقی تمام وہ باتیں بھی اپنی زندگی کا حصہ بنانی ہوں گی جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والی ہوں اور جن کو ہم پر واضح کرنے کے لئے اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا ہے اور آپ نے جماعت کا قیام فرمایا ہے۔ آپؑ ایک جگہ فرماتے ہیں:

’’اس سلسلے سے خدا تعالیٰ نے یہی چاہا ہے اور اُس نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ تقویٰ گم ہوگیا ہے۔ بعض تو کھلے طور پر بے حیائیوں میں گرفتار ہیں اور فسق و فجور کی زندگی بسر کرتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو ایک قسم کی ناپاکی کی ملونی اپنے اعمال کے ساتھ رکھتے ہیں، مگر انہیں نہیں معلوم کہ اگر اچھے کھانے میں ذرا سا زہر پڑ جاوے تو وہ سارا زہریلا ہو جاتا ہے۔ اور بعض ایسے ہیں جو چھوٹے چھوٹے گناہ ریاکاری وغیرہ جن کی شاخیں باریک ہوتی ہیں اُن میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ دنیا کو تقویٰ اور طہارت کی زندگی کا نمونہ دکھائے۔ اس غرض کے لئے اُس نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے۔ وہ تطہیر چاہتا ہے اور ایک پاک جماعت بنانا اُس کا منشاء ہے۔

پس یہ ہے وہ عظیم مقصد جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعت کا قیام فرمایا یا جس کے قیام کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا۔ پس آج جس فسق و فجور میں دنیا مبتلا ہے وہ ظاہر و باہر ہے۔ ہر ایک دیکھ سکتا ہے کہ ہر طرف بے حیائی کا دور دورہ ہے۔ میڈیا نے بالکل بے حیائی پیدا کر دی ہوئی ہے اور اس فسق و فجور کو ابھارنے کے لئے نئے نئے ذرائع دنیا نے اختیار کر لئے ہیں۔ الیکٹرانک طریق ہیں، اخبارات ہیں وغیرہ وغیرہ۔ پس اگر آج ایک احمدی نے اور احمدی کہلانے والے نے مرد، عورت، نوجوان اور بچے نے اس بات کو نہ سمجھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جماعت بنانے کے لئے آئے تھے جو دنیا کو فسق و فجور سے نکالے اور خود بھی اگر یہ لوگ اس کے بجائے، الیکٹرانک ذرائع اور دوسری لغویات میں پڑ کر تقویٰ سے دور ہٹ گئے تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شمولیت کے مقصد کو بھولنے والے ہوں گے۔

فسق و فجور کیا چیز ہے؟ فسق کہتے ہیں، سچائی، صحیح راستے، قانونی حدود اور فرمانبرداری سے باہر نکلنا۔ اخلاق سے گری ہوئی اور گناہوں میں ڈوبی ہوئی حرکات کرنا۔ اسی طرح فجور کا مطلب ہے، سچائی سے دور ہٹنا، جھوٹ بولنا، غلط حرکات کرنا، جھوٹی قسمیں کھانا، اللہ تعالیٰ کے احکامات کو نظر انداز کرنا۔ اب آج کل کے جو مختلف ذرائع دنیا کی تفریح کے لئے بنائے گئے ہیں، اگر غور کریں تو وہ سب نیکیوں سے دور کرنے والے ہیں، جھوٹ کی ترغیب دلانے والے ہیں، بے حیائیوں کی طرف لے جانے والے ہیں، اللہ تعالیٰ کے احکامات نظر انداز کرنے اور فرمانبرداری سے باہر نکلنے کی ترغیب دلانے والے ہیں۔ بے حیائی کی ترغیب کی ایک مثال دیتا ہوں۔

آج انٹرنیٹ یا کمپیوٹر پر آپس کے تعارف کا ایک نیا ذریعہ نکلا ہے جسے facebook کہتے ہیں۔ گو اتنا نیا بھی نہیں لیکن بہرحال یہ بعد کی چند سالوں کی پیداوار ہے۔ اس طریقے سے مَیں نے ایک دفعہ منع بھی کیا، خطبے میں بھی کہا کہ یہ بے حیائیوں کی ترغیب دیتا ہے۔ آپس کے جو حجاب ہیں، ایک دوسرے کا حجاب ہے، اپنے راز ہیں بندہ اُن حجابوں کو توڑتا ہے، اُن رازوں کو فاش کرتا ہے اور بے حیائیوں کی دعوت دیتا ہے۔ اس سائٹ کو بنانے والا جو ہے اُس نے خود یہ کہا ہے کہ مَیں نے اسے اس لئے بنایا ہے کہ مَیں سمجھتا ہوں کہ انسان جو کچھ ہے وہ ظاہر و باہر ہو کر دوسرے کے سامنے آ جائے اور اُس کے نزدیک ظاہر و باہر ہو جانا یہ ہے کہ اگر ننگی تصویر بھی کوئی اپنی ڈالتا ہے تو بیشک ڈال دے اور اس پر دوسروں کو تبصرہ کرنے کی دعوت دیتا ہے تو یہ جائز ہے۔ اِنَّا لِلّٰہ۔ اسی طرح دوسرے بھی جو کچھ دیکھیں کسی کے بارے میں اُس میں ڈال دیں۔ یہ اخلاقی پستی اور گراوٹ کی انتہا نہیں تو اَور کیا ہے؟ اور اس اخلاقی پستی اور گراوٹ کی حالت میں ایک احمدی ہی ہے جس نے دنیا کو اخلاق اور نیکیوں کے اعلیٰ معیار بتانے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف لے کر آنا ہے اُس سے تعلق پیدا کروانا ہے، اُن کو اس بات کی طرف متوجہ کرنا ہے کہ تمہاری زندگی کا مقصد خدا تعالیٰ کی عبادت اور کامل فرمانبرداری ہے، اس کے لئے کوشش کرو ورنہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سہیڑنے والے بن جاؤ گے۔

اب ایک طرف تو یہ دعویٰ ہے کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں آ کر ان نیک باتوں اور تقویٰ کو قائم کرنا ہے اور دوسری طرف یہ کہ ہمیں فیس بک (Face Book) سے کیوں روکا جاتا ہے؟ ہمیں ہماری آزادی سے کیوں محروم کیا جاتا ہے؟ یہ دو باتیں ساتھ ساتھ نہیں چل سکتیں۔ یہ ہمیں سوچنا ہوگا کہ ہم نے ان میں سے کس کو اختیار کرنا ہے اللہ تعالیٰ کی رضا کو، تقویٰ کو یا اِن فسق و فجور پھیلانے والی باتوں کو؟

آج ایک احمدی ہی وہ خوش قسمت ہے جو دنیا کی صحیح رہنمائی کر سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُس کو دینی علم سے، خزانوں سے اس طرح مالا مال کر دیا ہے کہ کسی دوسرے کے پاس وہ خزانے ہیں ہی نہیں۔ قرآنِ کریم کی روشن تعلیم کی جو تفسیریں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی ہیں وہ کسی اور کے پاس مل ہی نہیں سکتیں۔ پس احمدی ہی ہے جو دوسروں کی رہنمائی کر سکتا ہے، نیکیوں اور بدیوں کی تمیز کر سکتا ہے اور کروا سکتا ہے۔ پس اس بات کو ہر احمدی کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ مَیں جس کام پر مامور کیا گیا ہوں، جو کام میرے سپرد کیا گیا ہے اُس کی ادائیگی کی کوشش کروں۔ بے حیائیوں اور لغویات میں نہ پڑوں۔ بیعت تو ہم نے اس لئے کی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انصار بن کر فسق و فجور میں پڑی ہوئی دنیا کو فسق و فجور سے باہر نکالا جائے۔ لیکن اگر خود ہم ان برائیوں میں پڑ جائیں تو پھر کیا حال ہوگا اس دنیا کا۔ پس جو اس بات کو نہیں سمجھے گا وہ آپ سے کاٹا جائے گا۔ کیونکہ آپ کا مقصد تقویٰ کا قیام ہے۔ جو اس مقصد کے حصول کے لئے مددگار نہیں بن سکتا وہ ظاہر میں بیشک جماعت کا ممبر کہلاتا ہو لیکن خدا تعالیٰ کی نظر میں وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منسلک نہیں ہے اور اس کی بڑے واضح طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کشتی نوح میں وضاحت فرما دی ہے۔ پس ہمیں اپنے عمدہ کھانے میں سے دنیا کی ملونی کے زہر کو نکالنا ہوگا۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے مقصد کی تکمیل کے لئے دوسروں کے کھانے بھی صاف کرنے ہوں گے، اُن کو بھی زہر کھانے سے بچانا ہوگا، تبھی ہم فرمانبرداروں میں شمار ہوں گے، تبھی ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شمار ہوں گے۔ آپ نے یہ جو فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ تقویٰ و طہارت کی زندگی کا نمونہ دکھائے، خدا نے یہ نمونہ دکھانے کا جو طریق رکھا ہوا ہے وہ سب سے بڑھ کر تو انبیاء کا ہوتا ہے اور اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ نمونہ دکھایا پھر اپنے صحابہ میں وہ قائم فرمایا انہوں نے دکھایا اور پھر یہ جماعتِ مومنین جو تا قیامت رہنے والی جماعت ہے اس کے ممبران نے وہ نمونہ دکھانا ہے۔ اس لئے اب یہ ہماری بھی ذمہ داری ہے۔

پس بڑے غور اور فکر کی یہ بات ہے کہ ہم اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے اس مقصد کے حصول کے لئے جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے تھے آپ کے معاون و مددگار بنیں۔ دنیا کی طرف زیادہ دیکھنے کے بجائے اپنے تقویٰ کے معیار کی طرف نظر رکھنے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس احسان پر شکر گزار ہوں کہ اُس نے ہمیں ایک جماعت میں شامل کر دیا ہے، ایک لڑی میں پرو دیا ہے جس کے ساتھ جُڑے رہنے اور جس میں پروئے رہنے سے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش ہم پر برس رہی ہے اور برستی چلی جائے گی۔ انشاء اللہ۔

ہمیں اللہ تعالیٰ نے دنیا کے گند سے نکال کر اس جماعت سے وابستہ کر کے جو ہم پر احسان کیا ہے، اُس پر شکرگزاری کا تقاضا ہے کہ ہم تقویٰ کے معیار کو بڑھائیں۔ اُس رسّی کو مضبوطی سے پکڑیں جو خدا تعالیٰ نے ہماری دنیا و آخرت سنوارنے کے لئے ہمیں پکڑائی ہے۔ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا اور اللہ کی رسّی کو سب مضبوطی سے پکڑ لو۔ پہلی قومیں بگڑیں وہ اس لئے کہ اپنی تعلیم سے دور ہوگئیں۔ ہر ایک تقویٰ سے دور ہو کر اپنے اپنے راستے اختیار کرنے لگا۔ تو اس میں یہ ایک پیشگوئی بھی ہے کہ مسلمان اپنی اس ذمہ داری کو نہیں سمجھیں گے اور یہ نہیں سمجھیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھ میں ایک رسّی پکڑائی ہے اور ہم نے اس کو مضبوطی سے تھامے رکھنا ہے، اُس تعلیم کی حقیقت کو تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے سمجھنے کی کوشش کرنی ہے جو قرآنِ کریم کی صورت میں اُتری ہے، تو پھر اس بات کو نہ سمجھنے کی وجہ سے مسلمان بھی یہودیوں کی طرح فرقوں میں بٹ جائیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بھی ہے اور پھر دنیا نے دیکھا کہ یہ فرقوں میں بٹ بھی گئے۔

ایک حدیث میں آپؐ فرماتے ہیں کہ خدا کی کتاب قرآنِ کریم اللہ کی رسّی ہے جو آسمان سے زمین تک پھیلائی

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

گئی ہے یا اتاری گئی ہے۔

پس قرآنِ کریم کے احکامات ہیں جو تقویٰ پر چلاتے ہیں لیکن قرآنِ کریم کی آیات کو سمجھنے کے لئے، اُس کے اسرار و رموز کو سمجھنے کے لئے، بعض باتوں کو سمجھنے کے لئے، اُس کی صحیح تفسیر سمجھنے کے لئے، اللہ تعالیٰ کے فرستادوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اُن نیک لوگوں کی ضرورت ہوتی ہے جو اُس کو سمجھ سکیں اور جن کے آنے کے بارہ میں خدا تعالیٰ نے ہمیں قرآنِ کریم میں بتایا بھی ہوا ہے۔ اور اِس زمانے میں جس کے آنے کی قرآنِ کریم میں ہمیں اللہ تعالیٰ نے آخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ فرما کر خبر بھی دی ہے جو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع میں قرآنِ کریم کا تعلق آسمان سے زمین پر جوڑے گا یا پھر اس رسّی کے ذریعے آسمان تک پہنچنے کے صحیح طریق سکھائے گا۔

پس اس رسّی کو پکڑنے کی اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی ہے کہ قرآنِ کریم کو پکڑو۔ ایک زمانہ آئے گا جس میں قرآنِ کریم کا پڑھنا صرف رسم کے طور پر ہو گا اور صرف ظاہری عزت قرآنِ کریم کی ہو گی، اُس کی تعلیم پر عمل نہیں ہو گا بلکہ مخفی شرک بھی مسلمان کر رہے ہوں گے۔ آج کل قبروں کو پوجا جا رہا ہے۔ بڑی واضح مثالیں ہیں ہمارے سامنے۔ حضرت عیسیٰ کو آسمان پر بٹھا کر مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کا شریک بنایا ہوا ہے۔ پس اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں جو قرآنِ کریم کی تعلیم کو اس دنیا میں جاری کرنے کے لئے آئے اور وہی ہیں جو اسلام پر اعتراضات کو دور کرنے والے ہیں۔ آپ کے علمِ کلام سے باہر نکل کر کوئی اسلام پر اعتراض کرنے والے کا منہ نہیں بند کر سکتا اور آپ بھی ایک حبل اللہ ہیں۔ اس کو مضبوطی سے پکڑنے کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ارشاد فرمایا ہے۔ فرمایا کہ برف کی سِلوں پر گھٹنوں کے بل گھسٹ کر بھی جانا پڑے تو جانا اور اس مسیح و مہدی کا میرا اسلام پہنچانا۔

پھر اس قدرت کے بعد جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت میں آئی، ایک اور قدرت کے ظہور کا بھی اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے جو پھر اللہ تعالیٰ کی رسّی ہے جیسا کہ فرمایا وَعَدَاللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے اُن لوگوں سے جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے۔ کیا وعدہ کیا ہے؟ وہ وعدہ یہ ہے کہ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِم کہ انہیں ضرور خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا۔ اور وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ اور انہیں تمکنت عطا کرے گا۔ یعنی دین کی مضبوطی کے لئے، جماعت کی ترقی کے لئے پھر دوسری قدرت جو خلافت کی صورت میں ہے، حبل اللہ بن جائے گی اور جس جماعت میں یہ خلافت ہو گی وہ وحدت پر قائم ہو کر خدائے واحد و یگانہ کے ساتھ تعلق پیدا کرنے والی جماعت بن جائے گی۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ پس قرآنِ کریم کو حقیقت میں ماننے والوں کے لئے اس کے سوا کوئی راستہ نہیں کہ وہ پرانی پیشگوئی کے مطابق مسیح موعود کو مانیں اور آپ کے بعد آپ کے جاری نظامِ خلافت کے ساتھ تعلق پیدا کریں۔ جب یہ صورت ہو گی تو تبھی ایک رسی کو مضبوطی سے پکڑنے کا حکم پورا ہو گا۔ آج مسلمانوں کے پاس قرآن ہے لیکن اس کے باوجود فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں، جیسا کہ مَیں نے کہا، اور اس حد تک اختلاف ہے کہ ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگائے جاتے ہیں۔ الزام تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جماعت احمدیہ کو دیا جاتا ہے کہ دوسرے مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں جبکہ خود ایک دوسرے پر تکفیر کے فتووں سے ان کے لٹریچر بھرے پڑے ہیں۔ یہ فرقوں میں بٹنے کی پیشگوئی بھی پوری ہوئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا جیسا کہ مَیں نے کہا۔ تو جب یہ پیشگوئی پوری ہوئی تو مسیح موعود کا ظہور بھی ہوا۔ اب حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت تم پر اتار دی ہے کہ جو مسیح موعود کی صورت میں ظاہر ہوئی۔ فرقوں میں بٹنے کے بعد خدا تعالیٰ نے پھر اسلام کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کرنے کے لئے مسیح موعود کو بھیج دیا ہے۔ اب اختلاف ختم کرو اور اگر حقیقت میں حبل اللہ کے انعام سے فیض پانا چاہتے ہو تو مسیح موعود کو مان کر امتِ واحدہ بن جاؤ۔

پس یہ پیغام تو ہے اُن لوگوں کے لئے جو جماعت احمدیہ میں ابھی شامل نہیں ہوئے اور جو احمدی ہیں، جو جماعت میں شامل ہوئے ہیں اُن کو بھی یہ یاد کروایا کہ جہالت سے حکمت کی طرف اور اندھیروں سے روشنی کی طرف کا سفر تم نے شروع کیا ہے تو پھر اب اس کا حق بھی ادا کرنا ہے۔ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُجڈ اور جاہل لوگوں کو انسان اور تعلیمیافتہ انسان اور باخدا انسان بنایا تھا، تم بھی باخدا انسان بننے کی کوشش کرو۔ اپنی نیکیوں اور تقویٰ کو بڑھانے کی کوشش کرو۔ پس اللہ تعالیٰ کے اس احسان کے بعد اگر ہمارے اندر رنجشوں اور بدظنیوں نے جگہ پائی تو ہم حبل اللہ کی صحیح قدر کرنے والے نہیں ہوں گے۔ پس ایک احمدی کو فکر ہونی چاہئے کہ ہر چھوٹی سے چھوٹی بات بھی جس سے آپس کی رنجشیں پیدا ہوتی ہیں، اُن کو دور کرے۔ اُس میں یہ فکر ہونی چاہئے کہ اُس نے اللہ تعالیٰ کی خشیت اور تقویٰ دل میں پیدا کرنا ہے۔ اُس نے خدا تعالیٰ کی کامل فرمانبرداری اختیار کرنی ہے اور خدا تعالیٰ کی رسّی کو جو قرآن، نبوت اور خلافت کی صورت میں اتاری گئی ہے اُسے اس کے ساتھ مضبوط تعلق پیدا کرنا ہے، اُسے پکڑنا ہے اور مضبوطی سے تھام لینا ہے۔

یاد رکھیں کہ نبوت کی طرف سے کہی گئی تمام باتوں پر ایمان اور یقین نبوت سے تعلق میں بڑھاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ آنے والا حکم اور عدل ہو گا اور ایمان کو ثریا سے زمین پر لائے گا تو اب ہر احمدی کے دل میں یہ یقین ہونا چاہئے کہ جو کچھ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے وہی صحیح ہے اور دین کی جو تشریح آپ نے کی ہے وہی اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ ہے۔ جو پیشگوئیاں آپ نے فرمائی ہیں اُن پر یقین ہی ایک مومن کو ایمان میں بڑھائے گا۔ اور خلافتِ احمدیہ کے جاری نظام کی آپ نے کھول کر وضاحت فرمائی ہے اور خاص طور پر تلقین فرمائی کہ میرے بعد خلافت کا جاری نظام میری ہی بعثت کا تسلسل ہے۔ جو یہ کہتا ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی پر تو یقین رکھتے ہیں، آپ کو سچا مسیح موعود بھی مان لیتے ہیں، مہدی معہود بھی مان لیتے ہیں لیکن خلافت سے تعلق ضروری نہیں ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک بہت بڑے اعلان اور دعوے کو جھٹلانے والا بن جاتا ہے۔ آپ نے اپنی سچائی کے طور پر قدرتِ ثانیہ کا بیان فرمایا تھا۔ پس وہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے کے منکر ہیں جو آپ کے اس واضح اعلان کے اس حصے کو نہیں مانتے کہ خلافتِ احمدیہ دائمی قدرت ہے جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ اس وقت جماعت کی خوبصورتی ہی یہ ہے کہ خلافتِ احمدیہ نے اُسے وحدت کی لڑی میں پرویا ہوا ہے۔ اگر یہ نہیں تو ایسے لوگ حبل اللہ کے تیسرے حصے کو کاٹنے والے بن جاتے ہیں، یا خود اُس سے کٹ گئے۔ پس جب حبل اللہ کا زمین پر پہنچنے والا ایک سرا کٹ گیا تو خدا تعالیٰ تک پہنچنے کا ذریعہ بھی کٹ گیا۔ پس خلافت کی اطاعت اور اس کی حفاظت ہی ایک انسان کو، ایک احمدی کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے کا حقدار بناتی ہے یا بیعت میں آنے کا دعویٰ کرنے کا حق داری بناتی ہے۔ اور یہی حقیقت بیعت پھر محبت اور بھائی چارے کے رشتے کو پروان چڑھانے والی ہونی چاہئے۔ ورنہ پھر وہی بات ہو گی کہ آپؑ کی ایک بات کو مان لیا اور دوسری کو چھوڑ دیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

”چاہئے کہ تمہارے اعضاء اور تمہاری قوتیں خدا کی تابع ہوں اور تم سب ایک ہو کر اُس کی اطاعت میں لگو“۔

اور اللہ کی اطاعت کیا ہے؟ اُس کے تمام احکامات پر عمل کرنے کی بھرپور کوشش ہے۔ مثلاً آپس کے تعلقات یا آیت میں جو مثال دی گئی ہے کہ بھائی بھائی تھے اس کا خیال رکھنا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں دوبارہ مضبوطی سے جوڑا ہے۔ پھر ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ کہ مومن آپس میں بے انتہا رحم کرنے والے ہیں۔ اگر ہر احمدی صرف اسی ایک بات کو اپنی زندگی کا لازمی حصہ بنا لے تو ایک انقلاب جماعت کے اندر پیدا ہو جائے گا۔ ہر احمدی کے دل کی کیفیت بدل جائے گی۔ ہر احمدی گھرانہ جنت نظیر بن جائے گا۔ ہر احمدی خاندان ایک مثالی خاندان بن جائے گا۔ ہر حلقہ اور شہر اور ملک کی جماعت ایک مثالی جماعت بن جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرتے ہوئے جب یہ رحم کے سلوک ہو رہے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی موسلا دھار بارش بھی، انشاء اللہ تعالیٰ، برس رہی ہو گی۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

”وہ نمونہ دکھاؤ کہ غیروں کے لئے کرامت ہو، یہی دلیل تھی جو صحابہ میں پیدا ہوئی تھی۔ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُم یاد رکھو، تالیف ایک اعجاز ہے، یاد رکھو جب تک تم میں ہر ایک ایسا نہ ہو کہ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے“۔

پس یہ معیار ہیں جو ہم نے حاصل کرنے ہیں اور ہمیں ایک شدت کے ساتھ ان معیاروں کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور جب ہم یہ کریں گے تو ہم حقیقی طور پر جماعت کے ساتھ جُڑے کہلانے والے بنیں گے یا بن سکتے ہیں۔ ہم وہ جماعت بن جائیں گے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بنانا چاہتے ہیں۔

پھر آپ ایک جگہ فرماتے ہیں: وَکُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَکُمْ مِّنْھَا اور تھے تم ایک گڑھے کے کنارے پر سو اُس نے تم کو خلاصی بخشی یعنی خلاصی کا سامان عطا فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر لفظ اپنے اندر ایک معنی رکھتا ہے۔ خلاصی کا سامان ایک تو چودہ سو سال پہلے ہوا تھا جب آگ سے بچ کر لوگ جنتوں کے وارث بن گئے تھے۔ یہ خلاصی ایسی تھی کہ اس نے صرف بچایا ہی نہیں بلکہ انعاموں کا وارث بھی بنا دیا اور اب یہ خلاصی کا سامان اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرما کر فرمایا ہے۔ آپ نے محبت اور بھائی چارے کے صحیح اسلوب ہمیں سکھلائے ہیں۔ آپ نے گناہوں سے بچنے اور آگ سے بچنے کے طریق ہمیں سکھائے ہیں۔ آپ نے بندے کے حقوق دلوا کر مظلوموں کو ظالموں سے نجات دلوائی ہے اور ظالموں کو خلاصی دلوائی ہے، اُن کو اُن کے ظلموں سے بچا کر۔ پس آج ہم بھی اسی صورت میں خلاصی پا سکتے ہیں جب اس سامان سے حقیقت میں فائدہ اُٹھانے والے ہوں گے۔ ورنہ وہی بات ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جیسے باقی مسلمان ہیں ویسے تم ہو کیونکہ نماز، روزہ، زکوۃ، حج، اس کے تو وہ بھی قائل ہیں اور تم بھی قائل ہو۔ وہ بھی ان فرائض کو ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں، تم بھی ان فرائض کو ادا کرنے کی کوشش کرتے ہو۔ لیکن جیسا کہ میں نے بتایا فرقوں میں بٹ کر اُن کی حالت قُلُوْبُھُمْ شَتّٰی والی ہو چکی ہے، یعنی اُن کے دل پھٹے ہوئے ہیں اور ایسے لوگوں کے بارے میں ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَھُمْ وَکَانُوْا شِیَعًا لَّسْتَ مِنْھُمْ فِیْ شَیْءٍ۔ اِنَّمَآ اَمْرُھُمْ اِلَی اللّٰہِ ثُمَّ یُنَبِّئُھُمْ بِمَا کَانُوْا یَفْعَلُوْنَ یقیناً وہ لوگ جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور گروہ در گروہ ہو گئے، تیرا ان سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ اُن کا معاملہ خدا ہی کے ہاتھ میں ہے۔ پھر وہ اُن کو اُس کی خبر دے گا جو وہ کیا کرتے تھے۔

پس آپس کی چپقلشوں اور رنجشوں کو کوئی معمولی بات یا ذاتی معاملہ نہیں سمجھنا چاہئے۔ یہی بڑھتے بڑھتے خاندانی اور پھر بعض دفعہ جماعتی جھگڑوں میں بدل جاتے ہیں کہ فلاں عہدیدار کا فلاں رشتہ دار ہے اور اُس نے فلاں موقع پر اُس کی مدد کی تھی۔ اور پھر یہ بدظنیوں کا لا متناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور پھر ایسے لوگ جماعتی نظام سے بھی بدظنی کرنے لگ جاتے ہیں۔ اپنے دلوں میں کدورتیں بھرتے چلے جاتے ہیں۔ اور پھر ایک وقت آتا ہے کہ جماعت سے بھی دور ہٹ جاتے ہیں۔

پس قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ جب مختلف پیرایوں میں مختلف لوگوں اور قوموں کی مثالیں دے کر بیان فرماتا ہے وہ اس لئے کہ حقیقی مومن اُن سے سبق حاصل کریں، اپنی اصلاح کی کوشش کریں اور جس ہدایت پر قائم ہو چکے ہیں اُس کے راستے اپنے پر بند کرنے کی بجائے مزید کھولیں اور اُن انعامات سے فیض پائیں جو اللہ تعالیٰ نے

قائم شدہ 1952
خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز ربوہ
ریلوے روڈ 6214750 6214760
اقصیٰ روڈ 6212515 6215455
پروپرائٹر میاں حنیف احمد کامران
Mobile: 0300-7703500

خدا کے فضل اور رحم کیساتھ
1954 NASIR ناصر 2011
دنیائے طب کی خدمات کے 57 سال
ہمدردانہ مشورہ ✪ کامیاب علاج
حکیم میاں محمد رفیع ناصر

دوا تدبیر ہے اور دُعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
مرضِ اٹھراء کا علاج اور اولادِ نرینہ کیلئے
مطب ناصر دواخانہ
گولبازار ربوہ ۔ پاکستان
رابطہ برائے مشورہ (بروز اتوار)
+92-332-7051909, Fax: +92-47-6213966
3 بجے سے 4 بجے تک (لندن وقت کے مطابق)

مومنین کی جماعت سے وابستہ کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا ہے کہ فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ پس اُس نے تمہارے دلوں کو باندھ دیا۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ایک احسان ہے جو اُس نے اپنے فضل سے کیا ہے اور یہ فضل ایک مومن سے اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ آپس میں بھی اس احسان کے بدلے ایک دوسرے کے ساتھ پیار اور محبت میں بڑھیں، ایک دوسرے کے لئے خالص ہمدردی کے جذبات پیدا کریں، تبھی حقیقی مومن کہلائیں گے، تبھی اللہ تعالیٰ کے حقیقی شکرگزار کہلائیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نصیحت فرماتے ہوئے ایک موقع پر فرماتے ہیں: ''صلاح، تقویٰ، نیک بختی اور اخلاقی حالت کو درست کرنا چاہئے۔ مجھے اپنی جماعت کا یہ بڑا غم ہے کہ ابھی تک یہ لوگ آپس میں ذرا سی بات سے چڑ جاتے ہیں۔ عام مجلس میں کسی کو احمق کہہ دینا بھی بڑی غلطی ہے۔ اگر اپنے کسی بھائی کی غلطی دیکھو تو اس کے لیے دعا کرو کہ خدا اُسے بچالیوے۔ یہ نہیں کہ منادی کرو۔ جب کسی کا بیٹا بدچلن ہو تو اس کو سردست کوئی ضائع نہیں کرتا بلکہ اندر ایک گوشہ میں سمجھاتا ہے کہ یہ بُرا کام ہے اس سے باز آجا۔ پس جیسے رِفق، حلم اور ملائمت سے اپنی اولاد سے معاملہ کرتے ہو ویسے ہی آپس میں بھائیوں سے کرو''۔ (اور خاص طور پر عہدیداروں کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے۔ لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ باقی نہ رکھیں، عمومی طور پر بھی میں کہہ رہا ہوں)۔

فرمایا: ''جس کے اخلاق اچھے نہیں ہیں مجھے اس کے ایمان کا خطرہ ہے کیونکہ اس میں تکبر کی ایک جڑ ہے۔ اگر خدا راضی نہ ہو تو گویا برباد ہوگیا۔ پس جب اس کی اپنی اخلاقی حالت کا یہ حال ہے تو اسے دوسرے کو کہنے کا کیا حق ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:
اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ۔ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو جبکہ تم کتاب بھی پڑھتے ہو، آخر تم عقل کیوں نہیں کرتے؟

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس کا یہی مطلب ہے کہ اپنے نفس کو فراموش کر کے دوسرے کے عیوب کو نہ دیکھتا رہے بلکہ چاہئے کہ اپنے عیوب کو دیکھے'' (اب یہ ایک بہت بڑی بات ہے اگر خود انسان اپنا جائزہ لینا شروع کر دے تو بہت سارے مسائل اور فساد ختم ہو جاتے ہیں) ''چاہئے کہ اپنے عیوب کو دیکھے چونکہ خود تو وہ پابندان امور کا نہیں ہوتا اس لیے آخر کار لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ (الصّف:3)۔ کا مصداق ہو جاتا ہے'' (یعنی تم کیوں وہ کہتے ہو جو کرتے نہیں)۔ فرمایا ''اخلاص اور محبت سے کسی کو نصیحت کرنی بہت مشکل ہے۔ بعض دفعہ نصیحت کرنے میں ایک پوشیدہ بُغض اور کِبر ملا ہوا ہوتا ہے۔ اگر خالص محبت سے وہ نصیحت کرتے ہوتے تو خدا تعالیٰ اُن کو اس آیت کے نیچے نہ لاتا۔ بڑا سعید وہ ہے جو اول اپنے عیوب کو دیکھے۔ ان کا پتہ اس وقت لگتا ہے جب ہمیشہ امتحان لیتا رہے''۔ (پس ہمیشہ اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے بجائے دوسروں کی غلطیوں کے دیکھنے کے) ''یاد رکھو کہ کوئی پاک نہیں ہو سکتا جب تک خدا اُسے پاک نہ کرے۔ جب تک دعا نہ کرے، اس حد تک دعا کرے کہ مر جاوے تب تک سچی تقویٰ حاصل نہیں ہوتی''۔ فرمایا ''اس کے لئے دعا سے ہی فضل طلب کرنا چاہئے''۔

پس یہ وہ سوچ ہے جس سے تقویٰ کی تلاش کی ضرورت ہے۔ آپس میں محبت اور پیار اور بھائی چارہ پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ خلافت سے سچی وابستگی کی ضرورت ہے۔ نظامِ جماعت کے ساتھ بے لوث تعلق کی ضرورت ہے۔ اللہ کرے کہ ہم ان معیاروں کو حاصل کرنے والے بن جائیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم میں پیدا کرنا چاہتے ہیں اور ایک ہو کر اسلام اور احمدیت کی ترقی کے لئے کوشاں ہوں۔ اب وقت تیزی سے قریب آ رہا ہے کہ مغربی ممالک میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ اسلام اور احمدیت کے پھیلنے کے دن ہیں، اور اس ملک میں انشاء اللہ تعالیٰ اسلام نے بڑی تیزی سے پھیلنا ہے، خاص طور پر جرمنی والوں کو اس طرف توجہ دینی چاہئے۔ لیکن اس کے لئے ہمیں اپنے اعلیٰ ترین معیار قائم کرنے ہوں گے تا کہ آنے والوں کے لئے ٹھوکر کا باعث نہ بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس انقلاب کو دیکھنے اور اس میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔

اب دعا ہوگی، دعا میں شہدائے احمدیت کے خاندانوں کو یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی مشکلات کو دور فرمائے۔ اسیران کو یاد رکھیں اللہ تعالیٰ اُن کی مشکلات کو دور فرمائے۔ جماعت کی کسی بھی رنگ میں خدمت کرنے والوں کو یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کو نیک نیتی سے تقویٰ پر چلتے ہوئے خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ اپنے لئے اور اپنی نسلوں کے لئے بہت دعائیں کریں کہ ہمیشہ جماعت کی برکات سے فیض پانے والے بنے رہیں۔ خلافتِ احمدیہ سے جُڑے رہنے کے لئے دعائیں کریں۔ دنیا کے لئے دعائیں کریں کہ جس تباہی کی طرف وہ تیزی سے جا رہی ہے اُس سے وہ بچ جائے۔ اب یہ پتہ نہیں یہ انقلاب جو دنیا میں آنا ہے کسی تباہی کے بعد آنا ہے یا اُس سے پہلے اللہ تعالیٰ اِن کو بچا لے اور اُس طرف توجہ پیدا کر دے۔ بہر حال بہت دعاؤں کی ضرورت ہے۔ عالمِ اسلام کے لئے دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی عقل دے اور وہ زمانے کے امام کو مان لیں۔

(اس کے بعد حضور نے ہاتھ اٹھا کر دعا کروائی)۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ اختتامی خطاب چھ بجے تک جاری رہا۔

دعا کے بعد احباب جماعت نے بڑے پُرجوش اور ولولہ انگیز نعرے بلند کئے۔ اس موقع پر افریقن احمدی احباب نے اپنے مخصوص روایتی انداز میں اپنا پروگرام پیش کیا۔

بعد ازاں اطفال الاحمدیہ کے ایک گروپ نے دعائیہ نظم ''سب دکھ درد کروں گا دُور انّی مَعَکَ یَا مسرور'' خوش الحانی سے پیش کی۔ اس کے بعد خدام الاحمدیہ جرمنی اور پھر انصاراللہ کے گروپس نے باری باری اپنی تنظیموں کی طرف سے دعائیہ منظوم کلام کے ذریعہ اپنا سب کچھ اللہ کے حضور پیش کرنے کا عزم کیا۔

اس کے بعد جرمنی کے ''واقفین نو'' کے ایک گروپ نے منظوم کلام ''ضائع ہم آپ کا پیغام نہ ہونے دیں گے'' پیش کرتے ہوئے اپنے جذبات کا اظہار کیا اور اس عزم کا اظہار کیا کہ ہم اپنے پیارے آقا کے ہر حکم پر لبیک کہیں گے۔

بعد ازاں جامعہ احمدیہ جرمنی کے طلباء نے دعائیہ منظوم کلام ''خدا ضائع نہیں کرتا کبھی اپنی جماعت کو'' پیش کیا۔

اس کے بعد جرمن احمدیوں پر مشتمل ایک گروپ نے اپنے عہد وفا اور ہر قربانی پیش کرنے کے عزم کا اظہار کرتے ہوئے ترانہ پیش کیا۔

آخر پر MTA جرمنی کی ایک ٹیم نے بھی ایک ترانہ پیش کیا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ کی حاضری کا اعلان کرتے ہوئے بتایا کہ امسال جلسہ سالانہ کی کُل حاضری 26784 ہے۔ مستورات کی تعداد 12155 ہے جبکہ مرد حضرات کی تعداد 13972 ہے اور 657 تبلیغی مہمان شامل ہوئے۔ اس جلسہ میں کُل 44 ممالک کی نمائندگی ہوئی ہے۔ بیرون از جرمنی 2311 مہمان شامل ہوئے۔

گزشتہ سال جلسہ سالانہ جرمنی کی مجموعی حاضری 25009 تھی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم اور خدا حافظ کہا۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فلک بوس نعروں کے جلو میں جلسہ گاہ سے باہر تشریف لائے۔ احباب کا ایک ہجوم تھا جو مسلسل نعرے بلند کرتے ہوئے اور اپنے ہاتھ ہلاتے ہوئے اپنے پیارے آقا کو الوداع کہہ رہا تھا۔ ہر طرف سے ''حضور! السلام علیکم'' کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں اور بہتوں کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ جلسہ سالانہ کے یہ انتہائی مبارک اور بابرکت اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کے حصول کے دن اور یہ مبارک گھڑیاں اپنے اختتام کو پہنچ رہی تھیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بار بار اپنا ہاتھ بلند کر کے اپنے عشّاق کے ان جذبات اور سلام کا جواب دیتے۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

نومبائع خواتین کی حضور انور سے ملاقات

سات بج کر 10 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور پروگرام کے مطابق نومبائع خواتین نے حضور انور کے ساتھ ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ ملاقات کا یہ پروگرام پندرہ منٹ تک جاری رہا۔

جرمن، ترکش، عرب، مراکش وغیرہ مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے نومبائعین و زیرِ تبلیغ افراد کی حضور انور سے ملاقات

بعد ازاں سات بج کر 25 منٹ پر جرمن، ترکش اور عرب ممالک کے نومبائعین نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ سپین میں مقیم مراکش کے چھ نومبائعین بھی آئے ہوئے تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دریافت فرمانے پر ایک نومبائع دوست عبدالحکیم درویش صاحب نے بتایا کہ اُس نے تین ماہ قبل بیعت کی ہے اور MTA پر ''الحوار المباشر'' پروگرام دیکھے ہیں اور انہی پروگراموں کو دیکھ کر مَیں احمدی ہوا ہوں۔

دو اَور نومبائع دوستوں مکرم طیت انوح صاحب اور عزیز غطّانی صاحب نے بتایا کہ وہ بھی MTA پر ''الحوار المباشر'' پروگرام دیکھ کر احمدی ہوئے ہیں اور جماعت کی ''تفسیر القرآن'' بھی پڑھی ہے۔

ایک اور نومبائع یوسف اشعبانی صاحب نے بتایا کہ میرے ساتھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں باتیں کرتے تھے اور یہی عقیدہ تھا کہ وہ آسمان پر ہیں لیکن MTA پر عربی پروگراموں کے ذریعہ صحیح حقیقت کا پتہ چلا تو میری ساری غلط فہمیاں دُور ہوگئیں اور سوالات کے جواب مل گئے تو مَیں نے بیعت کرلی۔

سپین میں مقیم ایک نومبائع گیمبین دوست ابراہیم Jimbara صاحب بھی آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ ایک پاکستانی احمدی دوست نے احمدیت کے بارہ میں بتایا اور میرے سوالوں کے جواب دیتے رہے۔ مَیں نے بہت دلچسپی لی اور بعد میں قبول احمدیت کی توفیق پائی۔

مراکش کے ایک نومبائع رشید الگردوف صاحب نے بتایا کہ ''الحوار المباشر'' پروگرام کے علاوہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات کا عربی ترجمہ سنتا ہوں اور ''سبیل الھدیٰ'' پروگرام بھی دیکھتا ہوں۔ ان سب پروگراموں کو دیکھ کر احمدی ہوا ہوں۔

جرمنی کے ایک مقامی جرمن دوست نے آج بیعت کرنی تھی۔ انہوں نے بتایا کہ پاکستانی احمدی میرے دوست ہیں۔ ان کی تبلیغ سے احمدی ہوا ہوں اور آج حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر بیعت بھی کرنی ہے، آج کا دن جبکہ مَیں احمدیت میں داخل ہو رہا ہوں یہ میری زندگی کا خوبصورت دن ہے۔

ملک تیونس کے ایک نومبائع دوست نے بتایا کہ MTA کی ویب سائیٹ پر فرنچ پروگرام دیکھے اور بڑی تفصیل سے دیکھے۔ میرے سب سوالوں کے جواب مل گئے اور مجھے انشراح صدر ہوا اور مَیں نے بیعت کرلی۔

فرانس میں مقیم مراکش کے ایک نومبائع دوست بھی آئے ہوئے تھے۔ حضور انور کے دریافت فرمانے پر موصوف نے بتایا کہ ایک دوست کے ذریعہ مجھے احمدیہ ویب سائیٹ کا علم ہوا۔ مَیں نے جماعتی پروگرام دیکھے۔ ان پروگراموں میں صداقت کو پایا۔ مجھے ہر طرح سے اطمینان حاصل ہوا اور مَیں نے بیعت کرلی۔

افغانستان سے تعلق رکھنے والے ایک دوست نے بھی بیعت کی ہے۔ ان کے تین بیٹے ہیں جو اُن کے ساتھ ہی احمدی ہوئے ہیں۔ موصوف جرمنی میں ایک احمدی دوست کے زیرِ تبلیغ تھے اور ہر طرح سے اطمینان اور تسلّی ہونے اور جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہونے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات سننے کے بعد انہوں نے بیعت کا فیصلہ کیا اور بیعت فارم پُر کیا۔ اور کہا کہ مجھے جماعت میں صحیح اسلام کی روح نظر آئی ہے۔ مَیں احمدیت کا دیوانہ ہوگیا ہوں۔

ترکی سے تعلق رکھنے والے ایک نومبائع Yesil نے بتایا کہ اُس کا تعلق علوی خاندان سے ہے۔ دو سال قبل انہیں احمدی کی تعلیمات سے واقفیت ہوئی۔ انہیں علماء کی طرف سے تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ جماعتی تعلیم کا مطالعہ کیا۔ مجھے جماعت احمدیہ سے اور جماعتی تعلیم سے عشق ہوگیا ہے۔ اور مَیں جلسے میں اس لئے شامل ہوا ہوں کہ حضور کے ہاتھ پر بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہو جاؤں۔

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.
Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

جرمنی سے تعلق رکھنے والے ایک اَور دوست نے بتایا کہ کافی عرصہ سے مذاہب میں دلچسپی تھی۔ جماعتی لٹریچر کا مطالعہ کیا اور خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ مجھے کوئی نشان دکھائے۔ مَیں کافی عرصہ سے بے چین تھا۔ یہاں کل مَیں جلسہ گاہ سے باہر گیا تو مجھے زمین پر پڑا ایک کاغذ ملا۔ مَیں نے اسے دیکھا تو اُس پر اُس شہر کا نام تھا جہاں مَیں پیدا ہوا تھا۔ یہ میرے لئے ایک نشان تھا۔ مجھے اس سے بہت اطمینان حاصل ہوا اور آج مَیں نے حضور انور کے ہاتھ پر بیعت کرنی ہے۔

ایک ترکش دوست Engin Coskun نے بتایا کہ مجھے اپنے احمدی دوستوں کے ذریعہ جماعت کا تعارف ہوا۔ بڑے عرصہ سے مَیں جماعت احمدیہ کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ کیا اب آپ کو احمدیت کی صداقت کا یقین ہو گیا ہے اور آپ پوری طرح مطمئن ہیں۔ اس پر موصوف نے بتایا کہ میرا دل مطمئن ہے اور آج میں پورے یقین کے ساتھ احمدیت کی صداقت پر قائم ہوں اور بیعت کر رہا ہوں۔

ایک جرمن دوست Dicembre Samuele صاحب نے بتایا کہ اصل میں میرا تعلق اٹلی سے ہے اور مَیں جرمنی میں رہتا ہوں۔ بائبل اور تورات کا بھی مطالعہ کیا ہے۔ مجھے مذہب میں دلچسپی ہے۔ جماعت احمدیہ کا تعارف ایک احمدی دوست کے ذریعہ ہوا۔ ہدایت اللہ ہیوبش مرحوم کے جماعت کے تعارف پر مشتمل بروشر اور لٹریچر پڑھا۔ مسجد آنا شروع کیا۔ جماعت سے تعلق اور رابطہ بڑھا اور مجھے بیعت کی توفیق ملی۔ بیعت کرنے کے بعد مجھے اپنی فیملی کی طرف سے شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ مجھے گھر سے نکال دیا گیا لیکن مَیں نے ہمّت نہیں ہاری اور ہر تکلیف پر صبر کیا اور ایک کار میں یہ تین ماہ گزارے۔ گاڑی میں ہی سو جاتا۔ اب کل میری امّی نے مجھے معاف کر دیا ہے۔ اس موقع پر حضور انور نے فرمایا: الحمدللہ۔

ایک پرانے جرمن احمدی دوست موسیٰ صاحب کا بیٹا شریف Flechtner احمدیت سے پیچھے ہٹا ہوا تھا۔ یہ بیٹا بھی اس مجلس میں موجود تھا۔ اُس نے بتایا کہ میرا باپ مجھے واپس لے کر آیا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اب تم واپس آئے ہو تو جماعت کے مزید لٹریچر کا مطالعہ کرو اور کتب پڑھو۔

ایک جرمن دوست Olin Johnson نے بتایا کہ میرا ایک احمدی دوست پاکستان سے ہے۔ اُس سے احمدیت کے بارہ میں گفتگو ہوتی رہتی ہے۔ مَیں نے خود بھی بہت مطالعہ کیا ہے اور جماعت احمدیہ کو سچائی پر پایا ہے اور جلسہ بھی دیکھا ہے اور کل بیعت فارم پُر کیا ہے۔ آج ابھی بیعت بھی کروں گا۔

ایک نواحمدی جرمن دوست Niels Slhwennioke نے بتایا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ''مہدی آباد'' میں ملاقات ہوئی تھی۔ مَیں احمدی ہوں اور امن میں آ گیا ہوں، سچائی محسوس کرتا ہوں۔ امسال مَیں نے پہلا جلسہ سالانہ دیکھا ہے۔ موصوف نے بتایا کہ جلسہ کے دوران میرا Wallet گم ہوا جس کا مجھے پہلے تو افسوس ہوا اور غصہ بھی آیا لیکن بعد میں افسوس اور غصہ جاتا رہا کہ کوئی حرج نہیں ہے۔ اس میں کچھ رقم تھی، کسی کو ضرورت ہوگی، اُس کے کام آ جائے گی۔

ایک پرانے جرمن احمدی دوست موسیٰ Flechtner صاحب نے بتایا کہ مَیں واقف زندگی کی طرح زندگی گزارنا چاہتا ہوں اور اب مَیں ریٹائرڈ ہو چکا ہوں۔ حضور انور نے فرمایا کہ آپ اپنے آپ کو واقف زندگی سمجھیں اور اسلام احمدیت کی خاطر کام کریں۔

ایک نومبائع ترکش دوست Gukhan Yasil صاحب حضور انور کے پاس تشریف لے آئے اور اپنا ہاتھ اپنے سینے پر رکھتے ہوئے کہا کہ حضور! مَیں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ وہ کافی دیر تک سر جھکائے کھڑا رہا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

ایک جرمن نومبائع نے بتایا کہ مَیں ڈیڑھ سال قبل احمدی ہوا ہوں۔ احمدیت کی برکت سے مجھے ملازمت بھی مل گئی ہے اور اب اس سال مَیں ایک احمدی لڑکی سے شادی کر رہا ہوں۔ موصوف نے اپنے لئے دعا کی درخواست کی۔

اس کے بعد بیعت کی تقریب ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دو گروپس سے علیحدہ علیحدہ بیعت لی۔ پہلے گروپ میں اُن نومبائعین نے بیعت کی جو جرمن زبان جانتے تھے۔ بیعت کے الفاظ کا ساتھ ساتھ جرمن زبان میں ترجمہ ہوتا رہا۔ جبکہ دوسرے گروپ میں ان نومبائعین نے بیعت کی سعادت پائی جو فرنچ زبان جانتے تھے۔ اُن کے لئے فرنچ زبان میں ترجمہ کی سہولیت میسر تھی۔

اس طرح مجموعی طور پر 17 نومبائعین نے بیعت کا شرف پایا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔ اس کے بعد یہ تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

آج پروگرام کے مطابق جلسہ گاہ Karlsrhue سے واپس بیت السبوح فرینکفرٹ کے لئے روانگی تھی۔ آٹھ بج کر 40 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور بیت السبوح کے لئے روانگی ہوئی۔ قریباً ایک گھنٹہ پچاس منٹ کے سفر کے بعد رات ساڑھے دس بجے ''بیت السبوح'' تشریف آوری ہوئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں اور بعد ازاں حضور انور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

جماعت احمدیہ جرمنی کا جلسہ سالانہ اپنی شاندار روایات کے ساتھ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ اس جلسہ میں جرمنی کی تمام جماعتوں سے ممبران جماعت کے علاوہ درج ذیل 44 ممالک سے آنے والے احباب جماعت اور مہمانان کرام شامل ہوئے:

برطانیہ، بیلجیم، سوئٹزرلینڈ، فرانس، پاکستان، ہالینڈ، ناروے، کینیڈا، سویڈن، اٹلی، سپین، یو ایس اے، آسٹریا، میسیڈونیا، کوسووو، پولینڈ، ڈنمارک، ہنگری، ماریشس، نیوزی لینڈ، سنگاپور بنگلہ دیش، بلغاریہ، البانیہ، انڈیا، آسٹریلیا، سلواکیہ، ترکی، لکسمبرگ، غانا، پرتگال، آئرلینڈ، اسٹونیا، لیتھوانینا، ٹوگو، مالٹا، بوزنیا، چیچنیا، چیک ری پبلک، فلسطین، نائیجیریا، بورکینا فاسو، رومانیہ، تاجکستان۔

ان سبھی ممالک سے آنے والے احباب جماعت اور مہمانان کرام نے مختلف جگہوں پر قیام کیا۔ جلسہ گاہ میں پرائیویٹ خیمہ جات میں بھی مہمان ٹھہرے۔ ان خیمہ جات کی تعداد 1050 سے زائد تھی جن میں پانچ ہزار سے زائد مہمانوں نے قیام کیا۔

مردانہ جلسہ گاہ اور زنانہ جلسہ گاہ میں بھی احباب اور اُن کی فیملیز نے قیام کیا۔ پھر ایک ہزار آٹھ صد مہمان جلسہ گاہ کے اردگرد کے علاوہ میں ہوٹلوں میں ٹھہرے اور ایک بڑی تعداد نے اپنے عزیزوں کے ہاں گھروں میں قیام کیا۔ مہمانوں کو کھانا کھلانے کا انتظام بڑی خوش اسلوبی سے جاری رہا۔

پارکنگ کے شعبہ کے تحت روزانہ ساڑھے چار ہزار سے زائد گاڑیاں پارک ہوتی رہیں۔

جلسہ سالانہ کی تمام تقاریر اور پروگراموں کا نو زبانوں میں رواں ترجمہ کا انتظام تھا۔

جلسہ جرمنی کے تمام پروگرام تینوں دن MTA پر دنیا بھر میں Live نشر کئے گئے۔ دنیا بھر کی جماعتیں MTA کے ذریعہ اس جلسہ میں شامل ہوئیں۔

جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر افسر صاحب جلسہ سالانہ کے ساتھ ان کے 18 نائب افسران اور 120 ناظمین نے اپنے نائبین اور دو ہزار سے زائد معاونین کے ساتھ دن رات محنت سے اپنے اپنے شعبہ میں خدمات سرانجام دیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کارکنان کی خدمات کو محض اپنے فضل سے قبول فرمائے اور اس کی بہترین جزاء عطا فرمائے اور جلسہ کے بابرکت ثمرات ہمیشہ قائم رہیں۔ آمین

(باقی آئندہ)

۞۞۞۞۞۞

حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہؒ کی یاد میں

بظاہر ہم سے گرچہ کھو گئی ہیں
وہ جس کی تھیں ، اسی کی ہو گئی ہیں
یوں لگتا ہے خدا کے آستاں پر
دعائیں کرتے کرتے سو گئی ہیں
خدا شاداب رکھے پاک چہرہ
جسے اشکوں سے اپنے دھو گئی ہیں
پھلیں پھُولیں رضا کی پاک فصلیں
یہاں وہ بیج جِن کے بو گئی ہیں
خدایا اپنے پیاروں میں جگہ دے
تری جانب روانہ ہو گئی ہیں

(مقصود الحق)

جماعت احمدیہ ٹوگو کی ایک نمائش میں کامیاب شرکت

(رپورٹ: عرفان احمد ظفر - مبلغ انچارج ٹوگو)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ ٹوگو کو مورخہ 12 تا 28 اگست 2011ء ایک مقامی فیسٹول میں بکسٹال لگانے کی توفیق ملی۔

ایسا فیسٹیول ہر سال ایک دفعہ منعقد کیا جاتا ہے جس میں مختلف قسم کے اسٹالز لگائے جاتے ہیں۔ لیکن اس دفعہ ہمارا سٹال اپنی نوعیت کا منفرد سٹال تھا کیونکہ لوگوں کے مطابق پہلے ایسے مواقع پر جہاں دنیاوی اشیاء کی خرید و فروخت ہو اس طرح کا مذہبی سٹال نہیں دیکھا گیا۔ نہ مسلمانوں کی طرف سے اور نہ ہی عیسائیوں کی طرف سے اس لئے لوگوں نے خاصی دلچسپی کا مظاہرہ کیا۔

اس سٹال کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کی بڑی تصاویر سے سجایا گیا۔ اس کے علاوہ مختلف کتب جن میں قرآن کریم کے تراجم وغیرہ شامل تھے نمائش کے لئے رکھے گئے جنہیں لوگوں نے حیرت سے دیکھا اور اس کی تعریف کی۔

سرکاری ٹی وی نے میلہ کی کوریج کی اور ہمارے سٹال کو بھی ٹی وی پر نمایاں طور پر دکھایا۔ اور جماعتی تعارف پر مبنی انٹرویو بھی دکھایا گیا۔

اس اسٹال کو تمام عرصہ میں قریباً 1300 افراد نے وزٹ کیا جنہیں احمدیت کے تعارف، اسلام امن کا پیغام، جہاد کی حقیقت، حضرت محمدؐ از روئے بائبل، حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق پانچ سوالات کے پمفلٹس مفت تقسیم کئے گئے۔ اور زبانی طور پر جماعت کا تعارف کروایا گیا اور جماعتی خدمات خاص طور پر افریقہ میں جماعتی خدمات کے متعلق بھی بتایا گیا۔

اس موقع پر 70 ہزار فرانک سیفا کا لٹریچر فروخت بھی ہوا۔

اس موقع پر ایک عیسائی خاندان نے بیعت کر کے جماعت میں داخل ہونے کا اعلان کیا۔

۞۞۞۞۞۞

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات ورسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت سردار محمد یوسف صاحبؓ

حضرت سردار محمد یوسف صاحبؓ کا ذکرخیر روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 6 مئی 2009ء میں شامل اشاعت ہے۔ آپؓ سکھوں سے احمدی ہوئے اور وسط 1906ء میں قادیان آکر حضرت مسیح موعودؑ کے دست مبارک پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔ حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ نے ان کو حضورؑ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضورؑ ان کے احمدی ہونے کے حالات سے بہت محظوظ ہوئے اور فرمایا کہ ان کا لیکچر ہونا چاہئے۔ چنانچہ انہوں نے 29 جون 1906ء کو مسجد اقصیٰ میں لیکچر دیا۔

حضرت مسیح موعودؑ کو اپنی تصنیف ’’چشمۂ معرفت‘‘ میں سکھ مذہب کے لئے جو مواد مطلوب تھا وہ اکثر و بیشتر شیخ صاحبؓ ہی نے مہیا کیا جس پر حضور نے بہت خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ شیخ صاحب کی پوری عمر سکھوں کو تقریر وتحریر کے ذریعہ سے دعوت الی اللہ کرتے ہوئے گزری۔ آپ نے ہندی اور گورمکھی دونوں زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم اور رسول مقبول ﷺ کی سیرت مقدسہ شائع کی جو بہت مقبول ہوئی۔ علاوہ ازیں دودرجن کے قریب کتب بھی لکھیں۔

خلافت اولیٰ کے عہد میں آپ نے سکھوں میں دعوت الی اللہ اور سکھ مسلم اتحاد کی غرض سے ایک اخبار ’’نور‘‘ شروع کیا جو 1948ء کے آغاز تک آپ کی ادارت میں باقاعدہ جاری رہا۔ قادیان سے آپ ہجرت کرکے گوجرانوالہ میں پناہ گزین ہوئے اور ابھی اخبار کے دوبارہ اجراء پر تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا کہ 6 مئی 1952ء کو بعمر 64 سال آپ کا انتقال ہوگیا۔

مکرم بشیر احمد صاحب سیالکوٹی

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 4 مارچ 2009ء میں مکرم بشیر احمد سیالکوٹی صاحب کا مختصر ذکرخیر ان کے بیٹے مکرم ظہور احمد صاحب مربی سلسلہ (کارکن دفتر پرائیویٹ سیکرٹری لندن) کے قلم سے شائع ہوا ہے۔

مکرم بشیر احمد صاحب سیالکوٹی 25 فروری 2009ء کو 90 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ آپ موصی تھے اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔ آپ کی وفات سے چند ہی روز قبل آپ کی اہلیہ محترمہ امۃ الحئی صاحبہ بھی وفات پاگئی تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 27 فروری 2009ء میں دونوں مرحومین کا ذکرخیر کرتے ہوئے فرمایا کہ ’’دونوں بڑے نیک اور دعاگو بزرگ تھے اور اللہ کے فضل سے اُن ابتدائی لوگوں میں شامل تھے جو ربوہ میں آکے آباد ہوئے اور جنہوں نے یہاں اپنا کاروبار وغیرہ کیا۔ ان کے پیچھے ان کی ایک بیٹی اور پانچ بیٹے ہیں‘‘۔

محترم بشیر احمد صاحب سیالکوٹی 19 جولائی 1919ء کو چندر کے منگولے ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم احمدیہ ہائی سکول گھٹیالیاں میں حاصل کی اور پھر قادیان جاکر مدرسہ احمدیہ میں داخلہ لے لیا۔ 1939ء میں جامعہ احمدیہ قادیان سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ 1941ء سے 1960ء تک مختلف دفاتر میں خدمت میں توفیق پائی۔ بعد ازاں اپنے والد کی وفات پر اُن کا کپڑے کا کاروبار سنبھال لیا۔ آپ نے اپنے محلّہ میں بطور صدر اور دیگر عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی اور اس دوران مسجد بلال کی تعمیر کی توفیق بھی پائی۔ آپ کو اسیر راہ مولیٰ رہنے کا شرف بھی حاصل ہوا اور ایک ماہ تک چنیوٹ میں اسیر رہے۔

آپ بہت متقی اور جماعت سے محبت کرنے والے انسان تھے۔ خلافت سے عشق کا تعلق تھا۔ نماز تہجد کی ادائیگی بڑے اہتمام سے کرتے۔ نہایت ملنسار، غریب پرور اور صابروشاکر بزرگ تھے۔

محترم خادم حسین صاحب

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 19 مئی 2009ء میں محترم خادم حسین صاحب کا ذکرخیر اُن کے بیٹے مکرم انور حسین صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

محترم خادم حسین صاحب نہایت مخلص خادم سلسلہ اور پُرجوش داعی الی اللہ تھے۔ شہر کے چوراہوں پر کھڑے ہوکر احمدیت کا پیغام پہنچاتے اور پتھر بھی کھاتے۔ دکانیں آمدنی کا واحد ذریعہ تھیں جو احمدیت کی وجہ سے جلادی گئیں مگر کسی نے کبھی اُن کے چہرے پر افسوس یا دکھ کا احساس نہیں دیکھا۔

آپ کو مہمانداری کا بہت شوق تھا اور محبت کے انداز نرالے تھے۔ ایک بزرگ کہتے ہیں کہ ایک دن خادم حسین صاحب نے مجھے کھانے پر بلایا مگر مَیں نے مصروفیت کی وجہ سے معذرت کرلی تو فوراً ہاتھ جوڑ کر کہا کہ میں غریب آدمی ہوں میں نے بہت مشکل سے آپ کے لئے کھانا بنوایا ہے۔ اُن کی یہ عاجزی دیکھ کر مَیں سارے کام چھوڑ کر اُن کے ہمراہ چلا آیا۔

ایک بار گھر میں ننگے پاؤں اور بغیر قمیص کے داخل ہوئے۔ پوچھنے پر بتایا کہ باہر ایک فقیر حضرت مسیح موعودؑ کے شعر پڑھ رہا تھا میرے پاس اَور کچھ تھا نہیں، میں وہی دے آیا ہوں۔

احمدیت اور حضرت مسیح موعودؑ سے بے حد محبت اور بہت دینی غیرت تھی۔ اسی وجہ سے ملازمت سے بھی نکال دیئے گئے۔ آپ ایسی شادیوں سے جہاں بدرسوم ادا کی جاتیں اُٹھ کر آجاتے۔ آپ نے احمدیت کی وجہ سے اپنے سارے خاندان کو چھوڑ دیا اور اپنی زندگی کو اپنے بچوں بیوی تک محدود کرلیا۔ بچوں کو تربیت کے لئے رحیم یارخان سے ربوہ بھجوادیا تھا۔ تربیت کی خاطر بچوں کو قرآنی آیات اور دعائیں یاد کرنے کے لئے دیتے اور پھر انعام دے کر حوصلہ افزائی کرتے۔ آپ کہا کرتے تھے کہ حضرت مسیح موعودؑ کو صرف تمہاری زبانی محبت نہیں چاہئے بلکہ تمہارا جماعت کے لئے عشق اور قربانی کا جذبہ بھی چاہئے۔

اس وقت آپ کا ایک پوتا جامعہ احمدیہ انگلستان اور دوسرا جامعہ احمدیہ کینیڈا میں زیرتعلیم ہے۔

محترمہ امۃ اللہ خورشید صاحبہ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 18 اپریل 2009ء میں محترمہ امۃ اللہ خورشید صاحبہ کا ذکرخیر اُن کی بھانجی مکرمہ امۃ المصور سمیع صاحبہ کے قلم سے شائع ہوا ہے۔

حضرت مولانا ابوالعطاء جالندھری صاحبؓ کی پہلی بیگم محترمہ زینب بی بی صاحبہ آپ کے ماموں حضرت ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحبؓ آف سڑوعہ ضلع ہوشیارپور کی بیٹی تھیں۔ 7 ستمبر 1920ء کو شادی کے وقت حضرت مولوی صاحب کی عمر 16 سال اور اُن کی اہلیہ کی عمر 13 سال تھی۔ صرف نوسال بعد جنوری 1930ء میں محترمہ زینب بی بی صاحبہ کی وفات ہوئی۔ آپ موصیہ تھیں اور قادیان کے بہشتی مقبرہ میں مدفون ہوئیں۔ آپ بڑی صابرہ، شاکرہ اور پابند صوم وصلوٰۃ تھیں مالی قربانیوں میں بھی پیش پیش تھیں۔ آپ کے بطن سے تین بیٹیاں اور ایک بیٹا پیدا ہوئے جن میں سب سے بڑی محترمہ امۃ اللہ صاحبہ تھیں جن کی شادی محترم حکیم خورشید احمد صاحب سے ہوئی۔ والدہ کی وفات کے وقت ان کی عمر ساڑھے تین سال تھی۔

محترمہ امۃ اللہ صاحبہ کی ابتدائی تعلیم قادیان کے پاکیزہ ماحول میں ہوئی۔ آپ نے مڈل کے بعد مذہبی تعلیم کا چارسالہ کورس کیا۔ پنجاب یونیورسٹی سے ادیب عالم کا امتحان بھی پاس کیا۔ مجلس خدام الاحمدیہ کی طرف سے کتب حضرت مسیح موعودؑ کے امتحانات میں شریک ہوتیں اور 1944ء میں مردوں اور عورتوں میں اوّل آئیں۔ 1945ء میں لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان کی ایک رکن کی حیثیت سے باقاعدہ خدمت کا کام شروع کیا 1946ء میں آپ سیکرٹری تعلیم اور سیکرٹری اصلاح وارشاد لجنہ اماء اللہ قادیان مقرر ہوئیں۔ جون 1947ء تا ستمبر 1960ء میں لجنہ مرکزیہ کے رسالہ ’’مصباح‘‘ کی پہلی خاتون مدیرہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔

اللہ تعالیٰ نے محترمہ کو تحریر وتقریر کا ملکہ بخشا تھا۔ مستورات کے جلسہ سالانہ میں اکثر ان کی تقریر رکھی جاتی تھی۔ پردہ کی سختی سے پابندی کرتی تھیں اور برقعہ ایسا پہنتیں کہ ہاتھ بھی نظر نہ آئیں۔ گرمیوں میں پردہ کی خاطر جرابیں پہن کر باہر جاتیں۔ کپڑوں کے بارہ میں اعلیٰ ذوق رکھتی تھیں۔ گھر میں بھی اچھی طرح تیار ہوکر ہی رہتیں۔ ناراضگی یا غصہ آپ کا وقتی ہوتا۔ غیبت نہ کرتیں اور اگر کوئی کرتا تو فوراً منع کردیتیں۔

آپ کو ذکرالٰہی اور عبادت سے خاص شغف تھا۔ نمازیں ہمیشہ وقت پر ادا کرتیں۔ سفر میں نماز کا خاص خیال رکھتیں۔ رمضان میں درس قرآن اور تراویح میں باقاعدگی سے شریک ہوتیں۔ دعاؤں پر خاص ایمان اور اعتقاد تھا آپ کو سچی خوابیں آتیں جو جلد ہی پوری ہوجاتیں۔

آپ کی شادی 1945ء میں مکرم مولانا خورشید احمد شاد صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ سے ہوئی۔ مولانا صاحب 1943ء میں مولوی فاضل کے امتحان میں اوّل آئے تھے اور پھر اپنی زندگی وقف کردی تھی اور حضور کے ارشاد کے ماتحت علم حدیث کی خاص تعلیم حاصل کرنے کے لئے دوسال تک لاہور اور دہلی کے علماء سے علم حدیث، فقہ اور منطق پڑھتے رہے تھے۔

محترمہ امۃ اللہ صاحبہ کو شادی کے بعد بعض اوقات سخت مالی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا مگر آپ نے بڑے حوصلہ اور صبر سے ان حالات کا مقابلہ کیا۔ آپ بہت ہمدرد اور وفادار بیوی تھیں۔ ہمیشہ گھر کی حقیقی خیرخواہ اور اچھی بات سوچتیں۔ آپ کی اولاد نہ تھی مگر اس کمی کو اپنی زندگی میں اثرانداز نہ ہونے دیا۔ ہمیشہ ایک یتیم بچے کی کفالت کرتیں۔

آپ نے آخری بیماری کے دوران بہت حوصلہ اور صبر سے کام لیا اور آخری دم تک دین کی خدمت کی۔ 1960ء میں حضرت مولوی ابوالعطاء صاحب کو کراچی میں خواب کے ذریعہ بتایا گیا کہ امۃ اللہ خورشید صاحبہ آپریشن کے بعد وفات پاجائیں گی۔ اس پر مولوی صاحب نے بہت دعائیں کیں۔ مگر تقدیر اٹل تھی۔ اسی دوران محترمہ امۃ اللہ خورشید صاحبہ نے مصباح میں اپنے آخری پیغام میں لکھا کہ اگر خدا نے مجھے صحت دی تو مَیں پہلے سے زیادہ دین کی خدمت کروں گی اور اگر یہ میرا آخری وقت ہے تو تمام بہنوں اور بھائیوں سے درخواست ہے کہ میرے لئے مغفرت کی دعا کریں اور سب کو میرا اسلام پہنچادیں۔ میں نے اپنی حد استطاعت کے مطابق مصباح کے ذریعہ خدمت دین کرنے میں اپنی طرف سے کوئی کمی نہیں رکھی اور تکلیف اور علالت کے دوران بھی اس فرض سے غافل نہیں ہوئی۔

اگرچہ آپریشن بظاہر کامیاب ہوگیا مگر دو روز بعد 26 ستمبر 1960ء کو آپ 37 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ آپ 1/8 حصہ کی موصیہ تھی۔ 27 ستمبر 1960ء کو بہشتی مقبرہ ربوہ میں آپ کی تدفین ہوئی۔

حضرت مولانا راجیکی صاحب نے آپ کے بارہ میں ایک فارسی نظم کہی۔ جس میں کہا: ’’ابوالعطاء کی بیٹی جو دین کے چراغ کی مانند ہے اس کی وفات سے دل حسرت سے غمگین ہوگئے۔ ...... اس کی مثال ایک ایسی نیک بیٹی کی طرح ہے جو اختر صبح سے بہتر ہے سورج بھی اس کے مقابل پر کمتر معلوم ہوتا ہے۔ ہرچند کہ اس کے بطن سے کسی حکمت کے تحت اولاد نہیں ہوئی لیکن نتیجہ یہ ہے کہ اس کی طبع ذہین ہوگئی ہے۔ جو مصباح اس نے پیدا کیا ہے وہ سو بہنوں بلکہ صد ہزار بیٹوں سے بھی زیادہ قدر وقیمت والی ہے۔‘‘

حضرت مولوی ابوالعطاء صاحب نے ایصال ثواب کے لئے بعض رشتہ داروں کے تعاون سے ’’امۃ اللہ خورشید یادگاری فنڈ‘‘ قائم کیا۔ جس سے کئی بچوں کو تعلیمی وظائف دیئے جاتے رہے اور طبقہ نسواں کے لئے مفید لٹریچر شائع ہوتا رہا۔

ماہنامہ ’’النور‘‘ امریکہ نومبر 2009ء میں شامل اشاعت مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کے کلام بعنوان ’’یومِ فرقان 7 ستمبر 1974ء‘‘ سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

اب مسلماں اور یہودی، ایک ہیں پہچان میں
بڑھ گئے اک دوسرے سے کفر کے میدان میں
یوں مشابہ ہیں کہ گویا پاؤں کی دو جوتیاں
تھا یہی لکھا رسُول اللہ کے فرقان میں
بٹتے بٹتے آخرش فرقے تہتّر ہوگئے
سن چوہتّر آگیا آخر اسی دوران میں
سن چوہتّر غافلو، کیا تھا؟ بھیانک موڑ تھا
اک نحوست کا ہوا آغاز پاکستان میں
دشمنی میں پھر مسیحاؑ کی اکٹھے ہوگئے
ہوگیا ’ایکا‘ فقیہوں اور سیاست دان میں

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

23rd September 2011 – 29th September 2011

Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 23rd September 2011

00:00 MTA World News
00:30 Tilawat
00:40 Insight: recent news in the field of science.
00:55 Seerat-un-Nabi (saw)
01:40 Liqa Ma'al Arab: rec. on 28th May 1998.
02:45 Historic Facts
03:15 Qur'anic Archaeology
04:00 Tarjamatul Qur'an class: rec. 12th July 1995.
05:10 Jalsa Salana New Zealand: concluding address delivered by Huzoor on 6th May 2005.
06:05 Tilawat
06:15 Dars-e-Hadith
06:30 Historic Facts
07:05 Children's class with Huzoor.
08:05 Siraiki Service
09:00 Rah-e-Huda
10:30 Indonesian Service
12:00 Live Friday Sermon: delivered by Huzoor.
13:15 Tilawat
13:25 Dar-e-Hadith
13:40 Zinda Log
14:05 Bengali Service
15:25 Real Talk
16:30 Friday Sermon [R]
18:00 MTA World News
18:30 Lajna Imaillah UK Ijtema: an address delivered by Huzoor in 2008.
19:25 Yassarnal Qur'an
20:00 Fiq'ahi Masa'il
20:35 Friday Sermon [R]
22:00 Insight: recent news in the field of science.
22:15 Rah-e-Huda

Saturday 24th September 2011

00:00 MTA World News
00:15 Tilawat
00:25 International Jama'at News
00:55 Liqa Ma'al Arab: rec. on 2nd June 1998.
01:55 Fiq'ahi Masa'il
02:30 Friday Sermon: rec. on 23rd September 2011.
03:40 Seerat Sahaba Rasool (saw)
04:25 Rah-e-Huda
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35 International Jama'at News
07:10 Yassarnal Qur'an
07:40 Jalsa Salana Japan: concluding address delivered by Huzoor on 13th May 2006.
08:30 Question and Answer Session: recorded on 12th September 1998.
09:35 Friday Sermon [R]
10:45 Indonesian Service
12:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30 Zinda Log
13:00 Intikhab-e-Sukhan
14:05 Bengali Service
15:10 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
16:20 Rah-e-Huda
18:00 MTA World News
18:15 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
19:30 Faith Matters
20:30 International Jama'at News
21:15 Intikhab-e-Sukhan [R]
22:20 Rah-e-Huda [R]

Sunday 25th September 2011

00:00 MTA World News
00:15 Friday Sermon: rec. on 23rd September 2011.
01:30 Tilawat
01:40 Liqa Ma'al Arab: rec. on 3rd June 1998.
02:40 Friday Sermon [R]
04:10 Dars-e-Hadith
04:30 Yassarnal Qur'an
05:00 Faith Matters
06:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Qur'an
06:55 Beacon of Truth
08:00 Faith Matters
09:15 Jalsa Salana Belgium: concluding address delivered by Huzoor on 4th June 2006.
09:55 Indonesian Service
10:55 Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon.
12:05 Tilawat
12:20 Zinda Log
13:00 Bengali Service
14:00 Friday Sermon [R]
15:15 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
16:30 Faith Matters [R]
17:30 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 MTA World News
18:30 Beacon of Truth [R]
19:45 Real Talk
21:00 Attractions of Canada
21:30 Jalsa Salana Belgium [R]
22:10 Friday Sermon [R]
23:15 Ashab-e-Ahmad

Monday 26th September 2011

00:00 MTA World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:45 Yassarnal Qur'an
01:10 International Jama'at News
01:45 Liqa Ma'al Arab: rec. on 4th June 1998.
02:45 Attractions of Canada
03:10 Friday Sermon: rec. on 23rd September 2011.
04:20 Ashab-e-Ahmad
05:00 Faith Matters
06:00 Tilawat &Dars-e-Hadith
06:30 International Jama'at News
07:05 Seerat-un-Nabi
07:50 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
09:00 Rencontre Avec Les Francophones: rec. on 30th November 1998.
10:00 Indonesian Service: Indonesian translation of Friday sermon delivered on 8th July 2011.
11:15 MTA Variety
12:05 Tilawat
12:15 International Jama'at News
12:50 Zinda Log
13:15 Bengali Service
14:15 Friday Sermon: rec. on 9th December 2005.
15:20 MTA Variety [R]
16:05 Dars-e-Hadith [R]
16:20 Rah-e-Huda
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:35 Liqa Ma'al Arab: rec. on 9th June 1998.
20:35 International Jama'at News
21:10 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
22:15 MTA Variety [R]
23:00 Friday Sermon [R]

Tuesday 27th September 2011

00:05 MTA World News
00:20 Seerat-un-Nabi (saw)
01:00 Tilawat
01:20 Insight: recent news in the field of science.
01:30 Liqa Ma'al Arab: rec. on 9th June 1998.
02:35 Seerat-un-Nabi (saw) [R]
03:15 Rencontre Avec Les Francophones: rec. on 30th November 1998.
04:15 Importance of Salat
05:15 Jalsa Salana Holland: concluding address delivered by Huzoor on 18th June 2006.
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30 Insight: recent news in the field of science.
07:00 Unity of God
07:10 Yassarnal Qur'an
07:40 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
09:00 Question and Answer Session: recorded on 10th October 1998.
10:00 Indonesian Service
11:00 Sindhi Service: Sindhi translation of Friday sermon recorded on 1st October 2010.
12:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat [R]
12:20 Zinda Log
12:55 Insight: recent news in the field of science.
13:05 Bengali Service
14:05 Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema: an address delivered by Huzoor on 29th June 2003.
15:05 Yassarnal Qur'an
15:30 Historic Facts
16:25 Rah-e-Huda
18:00 MTA World News
18:30 Beacon of Truth
19:35 Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 23rd September 2011.
20:35 Insight: recent news in the field of science.
20:50 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
22:05 Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema [R]
23:05 Real Talk

Wednesday 28th September 2011

00:10 MTA World News
00:25 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:50 Yassarnal Qur'an
01:30 Liqa Ma'al Arab: rec. on 10th June 1998.
02:35 Learning Arabic
03:30 Unity of God
03:45 Question and Answer Session: recorded on 10th October 1998.
04:55 Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema: an address delivered by Huzoor on 29th June 2003.
06:00 Tilawat & Dua-e-Mustaja'ab
06:50 Yassarnal Qur'an
07:15 Hadhrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham
07:50 Children's class with Huzoor.
09:00 Question and Answer Session: recorded on 21st October 1995. Part 2.
10:00 Indonesian Service
11:05 Swahili Service
12:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30 Zinda Log
13:05 Friday Sermon: rec. on 23rd December 2005.
14:05 Bengali Service
15:15 Dua-e-Mustaja'ab [R]
16:00 MTA Sports
16:35 Fiq'ahi Masa'il
17:15 Dua-e-Mustaja'ab [R]
18:05 MTA World News
18:20 Lajna Imaillah UK Ijtema: an address delivered by Huzoor in 2008.
19:10 MTA Sports [R]
19:30 Dua-e-Mustaja'ab [R]
20:05 Real Talk
21:10 Fiq'ahi Masa'il [R]
21:50 Children's class with Huzoor. [R]
22:55 Friday Sermon [R]

Thursday 29th September 2011

00:00 MTA World News
00:30 Tilawat & Dars-e-Hadith
01:15 Liqa Ma'al Arab: rec. on 11th June 1998.
02:15 Fiq'ahi Masa'il
02:50 Hadhrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham
03:20 Dua-e-Mustaja'ab
03:55 Friday Sermon: rec. on 23rd December 2005.
04:50 Jalsa Salana UK: opening address delivered by Huzoor on 28th July 2006.
06:00 Tilawat
06:20 Beacon of Truth
07:25 Yassarnal Qur'an
08:05 Faith Matters
09:15 Qur'anic Archaeology
09:50 Indonesian Service
10:55 Pushto Service
11:45 Tilawat
11:55 Bengali Service: Bengali translation of Friday sermon delivered on 23rd September 2011.
13:00 Zinda Log
13:35 Tarjamatul Qur'an class: rec. on 13th July 1995.
14:55 Qur'anic Archaeology
15:30 Journey of Khilafat
16:15 Yassarnal Qur'an [R]
16:40 Faith Matters
18:00 MTA World News
18:15 Jalsa Salana UK: an address delivered by Huzoor on 29th July 2006.
19:10 Qur'anic Archaeology [R]
19:35 Faith Matters [R]
20:40 Beacon of Truth
21:45 Tarjamatul Qur'an class [R]
23:40 Journey of Khilafat [R]

***Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).**

Translations for Huzoor's programmes are available.

Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 18 | Friday 16 September, 2011 | Issue No. 37

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ یورپ۔ جون 2011ء

حقیقی مومن کا یہ کام ہے کہ شیطانی کاموں سے بچے۔ اگر بچتے رہے تو ایمان کی حالت میں ترقی کرتے رہوگے اور حقیقی تقویٰ کو پالوگے۔

اگر مومن تسلسل سے کوشش کرتا رہے تو تقویٰ کے اس معیار پر پہنچ جائے گا جس پر خدا تعالیٰ ہمیں دیکھنا چاہتا ہے۔

اب اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ دنیا کو تقویٰ اور طہارت کی زندگی کا نمونہ دکھائے۔ اس غرض کے لئے اس نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے۔

آپس میں محبت اور پیار اور بھائی چارہ پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ خلافت سے سچی وابستگی کی ضرورت ہے۔ نظام جماعت کے ساتھ بےلوث تعلق کی ضرورت ہے۔

اللہ کرے کہ ہم ان معیاروں کو حاصل کرنے والے بن جائیں۔ (جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر حضور انور کا اختتامی خطاب)

تعلیمی میدان میں نمایاں کارکردگی دکھانے والے طلباء میں سندات اور میڈلز کی تقسیم۔ نومبائع خواتین اور مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے نومبائعین کی حضور انور ایدہ اللہ سے الگ الگ گروپ ملاقات

(جرمنی میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر

26 / جون بروز اتوار 2011ء:

صبح سوا چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ گاہ میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف نوعیت کے دفتری امور اور معاملات کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

آج جماعت احمدیہ جرمنی کے جلسہ سالانہ کا تیسرا اور آخری روز تھا۔ پروگرام کے مطابق چار بج کر 10 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے اور نماز ظہر و عصر جمع کرکے پڑھائی۔

جلسہ سالانہ جرمنی کے اختتامی اجلاس میں شمولیت

اس کے بعد جلسہ کی اختتامی تقریب کے لئے جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سٹیج پر کرسی صدارت پر تشریف لائے تو ساری جلسہ گاہ نعروں سے گونج اٹھی اور احباب نے بڑے ولولے اور جوش کے ساتھ نعرے بلند کئے۔

اختتامی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم طارق احمد چیمہ صاحب نے کی اور اس کا اردو ترجمہ مکرم محمد الیاس منیر صاحب مبلغ سلسلہ جرمنی نے پیش کیا۔ بعد ازاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منظوم کلام عزیزم مرتضیٰ منان صاحب نے خوش الحانی سے پیش کیا۔

تعلیمی میدان میں نمایاں کارکردگی دکھانے والے طلباء میں تقسیم اسناد و میڈلز

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعلیمی میدان میں نمایاں کارکردگی دکھانے والے طلباء کو سندات اور میڈل عطا فرمائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دست مبارک سے تعلیمی ایوارڈ حاصل کرنے والے خوش قسمت طلباء کے اسماء درج ذیل ہیں:

ڈاکٹر عاصم خان صاحب، محمد ساجد صاحب، عامر محمود کاہلوں صاحب، عطاء المجید رانا صاحب، شعیب رانا صاحب، ذوالفقار احمد صاحب، ارسلان احمد قیصرانی صاحب، Volker احمد قیصر صاحب، شہزاد منظور احمد صاحب، ایاز حمید خان صاحب، عابد محمود کاہلوں صاحب، طیّب شہزاد صاحب، ابرار مرزا صاحب، ریحان احمد رائے صاحب، محمد سرفراز بلوچ صاحب نسیم الدین خان صاحب، نعمان احمد صاحب، محمد علی شاہد صاحب، صفی اللہ صابر صاحب، ثمر اعظم صاحب، نبیل احمد حسین صاحب، Haras نجیب صاحب، وحید احمد صاحب، سلمان محمود ناصر صاحب، عثمان محمد خلیل صاحب، طارق منصور احمد باجوہ صاحب، سلطان احمد صاحب، مبشر احمد خان صاحب، نادر احمد سندھو صاحب۔

بعد ازاں پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنا اختتامی خطاب فرمایا:

جلسہ جرمنی سے اختتامی خطاب

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ آل عمران کی آیات 103 و 104 کی تلاوت فرمائی اور ان آیات کا ترجمہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا ایسا تقویٰ اختیار کرو جیسا اس کے تقویٰ کا حق ہے اور ہرگز نہ مرو مگر اس حالت میں کہ تم پورے فرمانبردار ہو۔ اور اللہ کی رسّی کو سب کے سب مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو۔ اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں کو آپس میں باندھ دیا اور پھر اس کی نعمت سے تم بھائی بھائی ہوگئے۔ اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر (کھڑے) تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچا لیا۔ اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی آیات کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ شاید تم ہدایت پا جاؤ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

”تقویٰ حقیقت میں اپنے کامل درجہ پر ایک موت ہے کیونکہ جب نفس کے سارے پہلوؤں سے مخالفت کرے گا تو نفس مرجاوے گا“۔

پھر فرمایا: ہماری جماعت کو چاہئے کہ نفس پر موت وارد کرنے اور حصولِ تقویٰ کے لئے وہ اول مشق کریں جیسے بچے خوش خطی سیکھتے ہیں تو اوّل اوّل ٹیڑھے حرف لکھتے ہیں لیکن آخرکار مشق کرتے کرتے خود ہی صاف اور سیدھے حروف پڑنے لگ جاتے ہیں۔ اس طرح ان کو بھی مشق کرنی چاہئے۔ جب خدا تعالیٰ ان کی محنت دیکھے گا تو خود اُن پر رحم کرے گا۔

پس یہ طریق ہے اُس تقویٰ کے حصول کا جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کا ایسا تقویٰ اختیار کرو جیسا کہ اُس تقویٰ کا حق ہے۔ یہ کوئی آسان کام نہیں ہے کہ نفس کی سارے پہلوؤں سے مخالفت کی جائے۔ انسان کے سامنے ہر ہر قدم پر تقویٰ سے توجہ ہٹانے کے سامان پڑے ہیں۔ اور یہ سامان بھی اللہ تعالیٰ کی مرضی سے ہی پیدا ہوئے ہیں کہ شیطان کو کھلی چھٹی دے دی کہ یہ سامان پیدا کرو۔ جب اُس نے کہا کہ مَیں کروں گا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ اور پھر ایک مومن کو، حقیقی مومن کو فرمایا کہ اب تمہارا کام یہ ہے کہ یہ جو شیطانی کام ہیں ان سے بچو۔ اگر بچتے رہے تو ایمان کی حالت میں ترقی کرتے رہوگے اور حقیقی تقویٰ کو پالوگے۔ اور فرمایا کہ ان چیزوں سے بچنے کے لئے مسلسل کوشش کرو جو تقویٰ سے ہٹانے والی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ جب بچہ لکھنا سیکھتا ہے تو ٹیڑھے میڑھے حرف لکھتا ہے اور پھر بھی وہ کوشش کرتا چلا جاتا ہے، تھکتا نہیں ہے۔ ایک پڑھنے والے بچے کو، سیکھنے والے بچے کو سیکھنے کا شوق ہوتا ہے۔ اور پھر ایک وقت آتا ہے کہ وہ خوبصورت الفاظ لکھنے لگ جاتا ہے۔ فرمایا کہ اگر مومن اس طرح تسلسل سے کوشش کرتا رہے تو تقویٰ کے اُس معیار پر پہنچ جائے گا جس پر خدا تعالیٰ ہمیں دیکھنا چاہتا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ نے شیطان کو کھلی چھٹی بھی دے دی ہے اور یہ چھٹی دے کر ہمیں اُس کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑ دیا کہ اب خود ہی لڑو اور کوشش کرو، اگر بچ گئے تو میرے ورنہ شیطان کی گود میں چلے جاؤ۔ بلکہ طریقے بھی سکھائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دنیا میں ہماری مدد کے لئے اپنے فرستادے بھی وقتاً فوقتاً بھیجتا رہتا ہے جو دنیا کو شیطان کے حملوں سے بچانے اور خدا تعالیٰ کے قریب کرنے آتے ہیں۔ تقویٰ میں انسان کی ترقی کے لئے آتے ہیں اور اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرما کر ہمیں تقویٰ کی حقیقت بتائی ہے۔ اور آپؑ نے بڑے مختصر اور جامع الفاظ میں ہمیں بتایا کہ تقویٰ کا حق ادا کرنے کے لئے اپنے نفس کی تمام خواہشات پر موت وارد کرنی ہوگی کہ مرضات اللہ کی تلاش کرو۔ تمہارا ہر فعل اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہو۔ اور جب ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہو تو پھر نفس پر موت وارد ہوتی ہے۔ لیکن یہ کوئی ایک دن کا کام نہیں ہے، ایک مرتبہ کی کوشش نہیں ہے بلکہ ایک مسلسل کوشش ہے۔ ثباتِ قدم دکھانے کی ضرورت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ:

”تقویٰ کا مرحلہ بڑا مشکل مرحلہ ہے۔ اُسے وہی طے کرسکتا ہے جو بالکل خدا تعالیٰ کی مرضی پر چلے۔ جو وہ چاہے وہ کرے۔ اپنی مرضی نہ کرے۔ بناوٹ سے کوئی حاصل کرنا چاہے تو حاصل نہ ہوگا۔ اس لئے خدا کے فضل کی ضرورت ہے اور وہ اس طرح ہوسکتا ہے کہ ایک طرف تو دعا کرے اور ایک طرف کوشش کرتا رہے“۔ خدا تعالیٰ نے دعا اور کوشش دونوں کی تاکید فرمائی ہے کہ اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ کہ جب مجھ سے دعا کرو تو مَیں قبول کروں گا۔ فرمایا کہ اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ میں دعا کی تاکید فرمائی ہے اور وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا میں کوشش کی۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو لوگ ہماری راہ میں جہاد کرتے ہیں، کوشش کرتے ہیں اُن کو ہم اپنے راستوں کی طرف ہدایت دیتے ہیں۔ فرمایا کہ جب تک تقویٰ نہ ہوگا، اولیاء الرحمٰن میں ہرگز داخل نہ ہوگا“۔ جب تک تقویٰ نہیں ہوگا بندہ اولیاء الرحمٰن میں داخل نہیں ہوسکتا۔

پس اللہ تعالیٰ حقیقی مومنوں سے حقیقی تقویٰ چاہتا ہے اور اس کے لئے مختلف راستے اُس نے بتائے ہیں اور پھر ہم

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں